SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, March 26, 2010

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at fifty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيْمِ

وَٱعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُواْ ۚ وَٱذْكُرُواْ نِعْمَتَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَآءً
فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِۦٓ إِخْوَٰنًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ ٱلنَّارِ
فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ ءَايَٰتِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (١٠٣) وَلْتَكُن مِّنكُمْ
أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى ٱلْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ ۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ
ٱلْمُفْلِحُونَ (١٠٤) وَلَا تَكُونُواْ كَٱلَّذِينَ تَفَرَّقُواْ وَٱخْتَلَفُواْ مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ
ٱلْبَيِّنَٰتُ ۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (١٠٥)

ترجمہ :اور سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا اس طرح اللہ تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو

گئے اور احکام بین آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہوگا۔

سورۃ آل عمران (آیات 103 تا 105)

جناب چیئرمین: جی غفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! 22 مارچ کو ڈیرہ اسماعیل خان میں رات کو دس بجے ایک دہشت گردی کا بہت بڑا واقعہ ہوا جس میں جمعیت العلمائے اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم مالیات خواجہ محمد زاہد صاحب اور شیخ ایاز صاحب جو ضلعی راہنما تھے۔ ان کے علاوہ ایک درجن کے قریب لوگ بم دھماکے کے نتیجے میں زخمی ہوئے۔ اس حوالے سے میں گزارش کروں گا کہ پہلے مرحلے پر آپ دعا کروائیں آپ کی مہربانی ہوگی۔

جناب چیئرمین: جی شیرانی صاحب دعا کروائیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! کل بھی ایک واقعہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: ان دونوں کے لیے اکٹھی دعا کر لیتے ہیں۔ شکریہ بلور صاحب۔ مولانا صاحب اکٹھی دعا کر لیتے ہیں۔

(اس مرحلے پر سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی نے دعائے مغفرت کروائی)

Questions and Answers

Mr. Chairman: We may now take up questions. Question No. 45 Talha Mahmood.

45. ***Senator. Muhammad Talha Mahmood:** Will the Minister for Railways be pleased to state:

(a) the details of railways tracks with length on which railways service has been discontinued indicating also the reasons thereof; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to resume railway service on the said tracks?

Haji Ghulam Ahmad Bilour: (a) Pakistan Railways closed 16 sections for rail traffic being commercially non-viable and to reduce the gap in revenue receipts and expenditure. Total length of closed sections is 1498 kms. Details are as under:-

S. No.	Section	Length (kms)
Narrow Gauge Sections		
1.	Bostan-Zhob	295
2.	Kohat-Thal	100
3.	Mari Indus-Bannu	141
4.	Laki Marwat-Tank	75
	Total:	611
Meter Gauge Sections		
5.	Mirpur Khas-Nawabshah	128
6.	Sibi-Khost	133
	Total:	261

S. No.	Section	Length (kms)
Broad Gauge Sections		
7.	Mandra-Bhaun	75
8.	Khanpur-Chachran	34

9.	Tandoadam−Tharushah	172
10.	Nawabshah−Sakrand	22
11.	Padidan−Tharushah−Mehrabpur	77
12.	Keora−Dandoot	3
13.	Bahawal Nager−Fort Abbas	102
14.	Narowal−Chak Amru	51
15.	Pind Dadan Khan−Khoshab	76
16.	Miani−Bhaira	14
	Total	626

(b) 1. Revival of Railway traffic on the following sections is under consideration, for which PC−Is are under process for approval of Planning commission:

a. Mandra−Bhaun (75 kms).

b. Narowal –Chak Amru (51 kms).

2. Proposals for restoration of Railway traffic on the following sections are also under consideration:

a. Bahawal Nager−Fort Abbas (102 kms).

b. Miani−Bhaira (14 kms).

Mr. Chairman: Any supplementary.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب والا! پوری دنیا میں ٹریفک کی زیادتی ہوتی جا رہی ہے اس کی وجہ سے ٹرینوں کو اہمیت دی جاتی ہے۔ ہماری بد قسمتی ہے کہ انہوں نے 16 سیکٹروں پر ٹرین بند کر دی ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس وقت بند لائنوں میں اور بند سیکشن جتنے بھی ہیں اس میں سازوسامان بھی ہے، چیزیں بھی ہیں، لائنیں بھی ہیں ۔ ان کی حفاظت کے لیے وہ کتنا خرچہ کر رہے ہیں۔ اس وقت کتنے ملازمین ان جگھوں پر depute ہیں اور اب تک ریلوے کا کتنا سامان وہاں سے چوری ہو چکا ہے۔ اس قسم کے واقعات آپ بتا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

جناب محمد افضل سندھو (وزیر مملکت برائے ریلوے): جناب والا! ممبر صاحب نے جو سپلیمنٹری سوال پوچھا ہے یقینی طور پر اس میں ایک survey study چاہیے کیونکہ ان کا سوال تھا کہ کتنے ریلوے سیکشن بند ہو چکے ہیں۔ ان بند پر میں نے اپنے جواب میں لکھ دیا ہے کہ ان کے سازوسامان کی جو صورتحال تھی اتنا فروخت کیا جا چکا ہے، اتنا موجود ہے، باقی کا فروخت کرنے کی بات چل رہی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا کہنے کا مطلب ہے کہ یہ fresh question ہے۔ جی پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: میں نے پوچھا ہے کہ حفاظت کا کیا بندوبست کیا ہوا ہے۔ کتنے ملازم کام کر رہے ہیں یہ تو کوئی fresh question نہیں ہے۔

جناب محمد افضل سندھو: ملازموں کی تعداد تو میں اس وقت بتا نہیں سکتا۔ میں نے اسی لیے کہا ہے کہ اس کے اوپر اگر fresh question ہو گا تو 16 کے 16 سیکشن پر جتنے لوگ ہیں سب کی تفصیل آجائے گی۔ میرے اپنے حلقے کی ٹرین بند ہوئی ہے، وہاں پر بھی لوگ ہیں، ایسی بات نہیں ہے لیکن جو ٹریک، وہاں پر ہیں ان کی ڈیوٹی پر لوگ موجود ہیں لیکن کتنے لوگ ہیں میں ان کو معلوم کر کے بتا دوں گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ وزیر محترم نے بتایا ہے کہ 16 سیکشن بند ہو گئے ہیں۔ سوال کے پہلے حصے میں ان سے یہ بھی پوچھا گیا تھا کہ indicating also the reasons thereof; یہ سیکشن کیوں بند کئے گئے ہیں اس کا جواب نہیں آیا۔ ایک تو یہ بتا دیا جائے کہ یہ سولہ سیکشن کیوں بند کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد پارٹ بی میں انہوں نے بتایا ہے کہ دو سیکشنوں کا revival ہے اور دو کا restoration ہے باقی بارہ کے بارے میں خاموشی ہے تو کیا ان پر بھی کام ہو گا، ان کو بھی revive کیا جا سکے گا۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

جناب محمد افضل سندھو: جناب! گزارش یہ ہے کہ اس کو بند کرنے کی وجہ جواب میں لکھی ہوئی موجود ہے لیکن اس کے باوجود بھی میں یہ گزارش کروں گا کہ ساری دنیا میں passenger trains کبھی بھی profitable نہیں ہوتیں ہیں ماسوائے اس کے کہ بہت سے چند ایسے sections بند کیے گئے ہیں، یہ sections economically viable نہیں تھے اور وہاں پر ریلوے کو بہت زیادہ خسارہ آرہا تھا جو کہ قوم کے اوپر بوجھ تھا۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کو بند کیا گیا ہے اور آج کے دور میں جبکہ internationally road traffic بڑھ رہی ہے اور اگر دنیا میں پیسے کمائے جاتے ہیں تو وہ goods trains سے کمائے جاتے ہیں۔ ان سیکشنز پر goods trains کا رش بھی اتنا نہیں تھا اور goods بھی available نہیں تھیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جب ہمارے منسٹر صاحب کہتے ہیں اور پہلے منسٹر بھی یہی کہتے تھے کہ یہ viable نہیں ہیں اور ان میں commercially نقصان تھا اور آمدنی کم اور خرچہ زیادہ ہے۔ جناب والا! یہ سب صحیح نہیں ہے۔ میں خود اس لائن ژوب، بوستان کو جانتا ہوں کہ اس پر commercial اور مسافروں کا بھی بہت رش ہے ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ سوال کریں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں، جناب والا! آپ ذرا توجہ سے سنیں یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اس پر رش تھا اور اس کو بند کیا گیا ہے۔ یہ دوسری باتیں بالکل غلط ہیں۔ آج بھی آپ کوئی کمیٹی بنائیں۔ ژوب۔ بوستان پر آمدنی میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔ دنیا میں تو آج زیر زمین ٹرینیں چلائی جا رہی ہیں ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: مندوخیل صاحب آپ سوال کریں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! آپ ذرا تحمل کریں ۔۔

جناب چیئرمین: میں نے سن لیا ہے۔ بس question کر لیجئے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: میں یہ کہتا ہوں کہ under ground اب دنیا میں ریلوے چل رہی ہے اور ہمارے ۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ call attention دے دیجئے تاکہ یہ reply دے سکیں۔ Question کیجئے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: میں وزیر صاحب سے کہتا ہوں کہ آپ اس کو revive کریں اور اس کو restore کریں اور بوستان کے بارے میں ہمیں یقین دہانی کرائیں۔

جناب چیئرمین: جی، شیرانی صاحب

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: میں محترم وزیر صاحب سے جاننا چاہوں گا کہ ژوب، بوستان کی جو پٹڑی تھی اس کو اکھاڑ دیا گیا اور کہا گیا تھا کہ یہاں بہت بڑی پٹڑی اور جدید دنیا کے تقاضوں کے مطابق بنائی جائے گی۔ اس کے لیے feasibility بھی بنائی گئی تھی تو اس feasibility کو انہوں نے پائپ میں ڈال دیا ہے یا اس کو پیچھے دھکیل دیا گیا ہے جبکہ مشرف صاحب نے خود اس کا اعلان کیا تھا۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔ اچھا question ہے جواب دیجئے۔آپ کے پاس answer ہے۔ منسٹر صاحب material ہے؟

جناب محمد افضل سندھو: اس section کے اوپر ہمارے پاس اس وقت material نہیں ہے لیکن میں اس پر پوری study کراؤں گا اور اگر اس کی کوئی feasibility بنتی بھی ہو گی تو وہ بھی ہم آپ سے بیٹھ کر discuss کر لیں گے اور اس پر ہم پیش رفت کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! منسٹر صاحب نے کہا کہ ہم نے یہ lines بند کی ہیں یہ viable نہیں تھیں تو کیا پاکستان ریلوے in financial terms خود viable ہے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

جناب محمد افضل سندھو: دیکھیں گزارش یہ ہے کہ---

Mr. Chairman: It depends upon area to area.

جناب محمد افضل سندھو: یہ سب کے علم میں ہے کہ ریلوے کے ساتھ پچھلے دس سالوں میں کیا ہوا ہے۔ میرا خیال ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ موجودہ دور میں یہ سسکیاں لے رہی تھی اس کو سانس دینے کی ہم کوشش کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ ظفر علی شاہ صاحب۔آپ last question quickly پوچھ لیجئے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: انہوں نے کچھ sections بند کر دیئے ہیں تو کیا honourable Minister یہ بتائیں گے کہ ریلوے نے جو platform ticket بند کر دیئے ہیں کیا وہ بھی کوئی خسارے کا کام تھا جس کی وجہ سے وہ بند کر دیا گیا ہے اور کیا ان کو بحال کرنے کا کوئی ارادہ ہے جس سے لاکھوں روپیہ ریلوے کا ضائع ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، platform ticket کی بات بتا دیجئے۔ We come to the next question after this.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: میں نے جب پوچھا تو کہا گیا کہ non-availability of Ministers---

جناب چیئرمین: نہیں، منسٹر آئیں گے۔آپ مجھے بتلا دیجئے گا۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: اگر Federal Minister نہیں ہے تو Minister of State ہیں وہ تو تشریف لائیں وہ ہمارے لیے محترم ہیں۔

جناب محمد افضل سندھو: جناب! گزارش یہ ہے کہ شاہ صاحب ہمارے محترم دوست ہیں انہوں نے جو question کیا ہے اس میں مجھ سے یہ نہیں پوچھا گیا تھا اور نہ یہ اس question میں شامل ہے لیکن اس کے اوپر ایک fresh question نہیں بھی دیں گے تو میں اس کا پتا کرا کے ان کے دفتر میں بھجوا دوں گا۔

جناب چیئرمین: جی، next question محمد صالح شاہ صاحب please question No. پڑھ لیجئے۔

46. ***Senator Maulana Muhammad Saleh Shah:** Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased to state the details of cases of corruption against Assistant Political Agent, South Waziristan Agency, surfaced since July 2009 and the action taken thereon?

Mr. Najmuddin Khan (Minister for States and Frontier Regions): There are three Assistant Political Agents in South Waziristan Agency. FATA Secretariat did not receive any formal complaint of corruption against any Assistant Political Agent since July, 2009.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: جناب چیئرمین صاحب! South Waziristan میں Assistant Political Agent کے بارے میں، میں نے سوال کیا تھا۔ Assistant Political Agent کے بارے میں میں نے خود بھی فاٹا کے Secretariat اور Political Agent South Waziristan کو بتایا تھا Assistant Political Agent خالد محمود اس کا نام تھا۔ چونکہ جون سے لے کر آج تک وہاں South Waziristan میں محسود قوم کے لئے راشن وغیرہ کی پابندی ہے لیکن اس کے باوجود وہاں محسود قوم کے چینی، گندم وغیرہ۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ سوال کیجئے۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: سوال یہ ہے کہ اس کے بارے میں Voucher بھی record پر موجود ہیں۔ ساڑھے چھ کروڑ روپے کا غبن کیا گیا ہے۔ اس کی اب تک تفصیل نہیں دی گئی ہے اس کی کچھ inquiry کرائیں۔ اس سلسلے میں، میں نے سوال کیا تھا۔ میں نے فاٹا Secretariat سے یہی سوال کیا تھا۔۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ کا supplementary کیا ہے۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: اس کے بارے میں inquiry کیوں نہیں کی گئی۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔ The Members should be very specific in asking the questions.

جناب نجم الدین خان: بات یہ ہے کہ Fata Secretariat کے جواب کے مطابق اب تک کوئی شکایت Assistant Political Agent کے بارے میں نہیں آئی ہے اور جب آئے گی تو میں ان کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا اور یہ documents وہ مجھے دے دیں۔ ان کے خلاف تحقیقات بھی

ہوں گی اور ان کے خلاف action لیا جائے گا لیکن ابھی تک اس کے خلاف کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے۔

Mr. Chairman: Next question. Talha Mahmood.

48. ***Senator Muhammad Talha Mahmood:** Will the Minister for Railways be pleased to state whether it is a fact that existing railway tracks in the country are not suitable for fast trains, if so, whether there is any proposal under consideration of the Government to replace these tracks?

Haji Ghulam Ahmad Bilour: ●Existing main line track has been designed and laid for a maximum permissible speed of 120 Km per hour. However, newly laid track in connection with Doubling of Track project (from Lodhran to Raiwind) has been designed for a maximum speed of 160 Km per hour.

- For laying high speed track from Lahore to Rawalpindi, a feasibility study has been carried to run the train at a speed of 250 Km per hour. Estimated cost of laying of fast track will be Rs.139.00 Billion, whereas, total investment including coaches and locomotives will be Rs. 395.00 Billion.
- Further more Pakistan Railway has planned to carry out feasibility study for laying fast track on the main line corridor, from Karachi to Peshawar.
- In addition, a length of 224 Km track has been rehabilitated under the Track Rehabilitation Project and a length of 198 Km of double line tack laid from Lodhran to Chichawatni.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر محمد طلحہ محمود: اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے کوئی feasibility study کرائی ہے جو یہ fast track بچھانا چاہتے ہیں تو یہ بتائیں کہ انہوں نے feasibility پر کتنا خرچہ کیا ہے اور جب آپ نے کام نہیں کرنا ہے تو آپ نے feasibility کیوں بنائی ہے جبکہ اس کے

لیے آپ کو علیحدہ track بچھانے پڑتے ہیں۔ آپ جواب میں بتا رہے ہیں کہ اس پر 160 Km سے یا 120 Km سے زیادہ تیز ٹرین نہیں چل سکتی تو feasibility جو تیار کی ہے اس پر کتنا خرچہ کیا اور کیوں کیا ہے؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

جناب محمد افضل سندھو: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ پاکستان میں اس وقت جو system ہے اس کے track کے اوپر speed 120Km سے زیادہ ٹرین نہیں چل سکتی۔ ماسوائے لودھراں کا جو section ہے اس کو اس طریقے سے design کیا گیا ہے کہ وہاں پر 160 Km تک چل سکتی ہے لیکن یہ جس کی بات کر رہے ہیں وہ ایک feasibility ہے جس کے اوپر کام ہو رہا ہے لیکن اس میں اس کی cost بھی دی ہوئی ہے کراچی سے پشاور تک ریلوے کی جو estimation ہے وہ یہ ہے کہ trains اور locomotives electricity سے چلیں گے اگر وہ ہم لے آئیں جس کے لیے feasibility report نہیں ہے۔ یہ ساری رقوم درج ہیں تو یہ 250Km پر بھی چل سکتی ہے اور اس میں، میں نے یہ جواب بھی دیا ہے کہ ایک train, one stop ہوگی، two stop اس کا کتنا time لگے گا اور three stop ہوگی۔ اس میں دیا ہوا ہے اور ویسے جس طریقے سے کہا جا رہا ہے ہم کوشش یہ کر رہے ہیں کہ پاکستان ریلوے کو ایک ایسی ریلوے بنایا جائے جو کہ لوگوں کے لیے سودمند بن جائے۔

جناب چیئرمین: جی، چٹھہ صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: آپ یہ بتائیں کہ آپ نے feasibility پر کتنا خرچ کیا ہے، جب کہ آپ وہاں بنا ہی نہیں سکتے۔

جناب محمد افضل سندھو: جناب! گزارش یہ ہے کہ جو feasibility ہے that pertains to اس کا کتنا total ہوگا۔ یہ بات کہ اس کی segregation کیا ہے تو ابھی تک تو feasibility کی باتیں چل رہی ہیں کہ کتنا خرچہ ہوگا۔ پہلے تو گیارہ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ بحث نہ کیجئے۔ Please چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ریلوے کی کمزوری یا ناقص کارکردگی کی وجہ سے ملک میں ٹریفک اور ٹرانسپورٹ کے بہت زیادہ مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ سڑکیں اس کی متحمل نہیں ہو رہی کیونکہ goods trains نہ ہونے کی وجہ سے ان پر pressure بڑھ

رہا ہے۔ یہ بڑا usefulادارہ تھالیکن اب دن بدن ڈوب رہا ہے صرف mismanagement اور planning نہ ہونے کی وجہ سے۔۔۔

جناب چیئرمین: اب سوال کرلیجیے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: میرا خیال ہے کہ ملک کی ترقی اور بہتری کے لیے یہ ضروری ہے کہ مواصلات کا نظام درست ہو۔ اس کو درست کرنے کے لیے جیسا کہ طلحہ صاحب نے all over the country double track suggest کیا ہے، اس کو بنانا تیز تر ترقی کے لیے ضروری ہے۔ لاہور سے فیصل آباد، کراچی، سرگودھا سب جگہوں پر گاڑیاں جاتی ہیں لیکن سارا ٹریک خراب ہے۔ انگریزوں کے وقت کا بچھا ہوا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: اسی طرح لاہور سے فیصل آباد کو بھی double track کیا جائے۔

جناب چیئرمین: Track کب ٹھیک کیا جائے گا؟ یہ سوال ہے کہ when the track will be improved?

جناب محمد افضل سندھو: جناب چیئرمین! thank you چٹھہ صاحب نے بڑی اچھی خواہشات کا اظہار کیا ہے اور پاکستان ریلوے بھی اس پر یقین رکھتی ہے کہ یہ جو ریلوے کا محکمہ ہے، اس سے عوام کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں ملنی چاہییں۔ اس کے لیے ہم ایک، دو سال سے انتہائی کوششیں کر رہے ہیں اور بہت سی چیزیں بہتری کی طرف لے جا رہے ہیں۔ میں بار بار اس بات کو نہیں کہنا چاہتا جس طرح پہلے ریلوے کی زمینیں بیچی گئیں، جو نقصانات ہوئے ہیں، اس پر control کرکے اخراجات پر control کرکے، حکومت پر کم سے کم بوجھ ڈالنے والا ادارہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: مولانا غفور حیدری صاحب۔ Last question.

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب! گزشتہ سوال میں یہ بتایا گیا کہ بعض علاقے ایسے تھے جو منافع بخش نہیں ہیں اس لیے وہاں ریلوے کا سارا نظام ختم کر دیا گیا۔ اس وقت کوئٹہ سے پنڈی تک کا فاصلہ تقریباً پندرہ سو کلو میٹر ہو گا لیکن جب یہاں ٹرینیں چلتی ہیں تو تیس۔۔۔

جناب چیئرمین: سوال کرلیجئے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: اسی ضمن میں میرا سوال آرہا ہے۔ تیس سے بتیس گھنٹے لگتے ہیں۔ دنیا میں جدت آگئی ہے، آپ جاپان، فرانس، برطانیہ اور امریکا جس کے ہم گن گاتے ہیں ان کو دیکھیں کہ وہاں ٹرینیں ایک گھنٹے میں اڑھائی، تین، ساڑھے تین سو کلو میٹر کا فاصلہ طے کرتی ہیں۔ ساٹھ سال میں اس میں کوئی جدت لانے کی کوشش کی گئی ہے اور بالخصوص بلوچستان میں کوئی نئی لائن بچھانے کا ارادہ ہے؟

جناب چیئرمین: نئی لائن کی بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد افضل سندھو: جناب چیئرمین! شکریہ۔ ابھی تک نئی لائن بچھانے کا کوئی منصوبہ نہیں ہے لیکن جس طرح مولانا صاحب نے فرمایا ہے، فاصلے کی جو بات ہے، میں ایک چیز سمجھتا ہوں کہ اس وقت پاکستان میں صورتحال پہلے سے بہت بہتر ہے۔ ٹرینوں کا لیٹ آنا بہت کم ہو گیا ہے لیکن میں یہاں پر ایک چھوٹی سی مثال دوں گا کہ ہماری قومی اسمبلی کے ایک ممبر جن کا تعلق minority سے ہے، ان کی میرے پاس کچھ رپورٹیں ہیں کہ وہ ٹرین سے سفر کرتے ہیں اور راستے میں اس کو check بھی کرتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ تمام سینیٹرز کے پاس یہ اختیارات ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ جب یہ ٹرین میں سفر کریں تو راستے میں خود اس کا cognizance لیں اور اس کے بعد ہمیں اس کی رپورٹ دیں۔ ہم ان کے جو۔۔۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب، بیٹھ جائیے پلیز۔ Next question صالح شاہ صاحب۔

49. ***Senator Maulana Muhammad Saleh Shah:** Will the Minister for Information and Broadcasting be pleased to state:

(a) whether there is any proposal under consideration of the Government to compensate the 1DPs of South Waziristan Agency for the damages caused to their properties; and

(b) the details of facilities provided / being provided to the said IDPs on their return?

Mr. Qamar Zaman Kaira: (a) Yes, a proposal regarding compensation for the damages to private property at a uniform rate

is under consideration of the government. It will be decided following a survey of damages which shall be conducted, once the IDPs have returned to South Waziristan Agency and after the funds have been provided by the Federal Government /FATA Secretariat for the purpose. Presently no such funds have been provided to the PDMA.

(b) Each registered IDPs families of South Waziristan Agency is being paid Rs.5000/− per month through cash cards. So far 35,366 cards, have reportedly on 12−03−2010, been distributed among the registered families while food items are being supplied to the non registered IDPs from different Food Hubs of World Food Programme (WFP) at D.I. Khan and Tank Districts.

Upon completion of the military operation in South Waziristan Agency, the PDMA will request the UN agencies to send an assessment mission to the affected areas. A comprehensive return strategy comprising provision of free transportation, medical facilities and food for one month to the returnee families, will be evolved after receipt of the report of the assessment mission. After their return, the WFP will establish food hubs in South Waziristan Agency, where free food will be distributed to the returnee families for six months.

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: جناب چیئرمین! میرا question یہ ہے۔

جناب چیئرمین: آپ supplementary پوچھیے، question تو ہمیں پتا ہے۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: جنوبی وزیرستان میں 2008 میں جو operation ہوا تھا، اس میں بھی ہمارے civilians کا تقریباً ایک ارب بتیس کروڑ کا نقصان ہوا تھا اور اب اس دوسرے operation میں بہت سے نقصانات ہوئے ہیں، جس کا اب تک تخمینہ نہیں لگایا گیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ جنوبی وزیرستان میں IDPs کی واپسی کی صورت میں، جب ان لوگوں کو حکومت واپس کرنا چاہتی ہے

تو ان کو اعتماد میں لینے کے لیے حکومت ان کو compensation دینا چاہتی ہے یا نہیں دینا چاہتی ہے، کب دیتی ہے؟ اگر ان کی واپسی سے پہلے دی جائے تو حکومت ان کو اعتماد میں لے سکتی ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی بخاری صاحب۔

سید صمصام علی بخاری (وزیر مملکت برائے اطلاعات و نشریات): شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! انہوں نے جو سوال کیا ہے اس سلسلے میں survey is being conducted اور ہمارے جو concerned departments ہیں، ان کے ساتھ مل کر آپ نے اور پوری قوم نے دیکھا کہ سوات کے IDPs کس خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے گھروں کو گئے ہیں۔ یہاں بھی انشاء اللہ کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی جائے گی۔ مگر ایک survey war footings پر ہو رہا ہے، وہ ہو جائے گا تو ہم ان کے damages assess کرنے کے بعد انشاء اللہ اس کا فیصلہ کریں گے کہ کس کو کیا دینا ہے،

جناب چیئرمین: مولانا رشید صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2008 کے operation میں جو نقصانات ہوئے، اب تک اس کا معاوضہ نہیں دیا گیا اور اب جو نقصانات ہوئے ہیں تو لوگوں کو کیسے اعتماد میں لیں گے؟

جناب چیئرمین: یہ 2008 کی بات کر رہے ہیں۔

سید صمصام علی بخاری: جناب! 35366 لوگوں کے کارڈ بنے جو لوگ identify ہوئے، ان کو پانچ ہزار کے حساب سے دیے گئے، باقی جو لوگ identify ہو رہے ہیں، ان کو دیا جا رہا ہے۔ جب یہ لوگ اپنے گھروں کو جائیں گے، اس سے پہلے ہم یہ ensure کریں گے کہ ان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

جناب چیئرمین: مولانا رشید صاحب۔ صالح شاہ صاحب، ٹھیک ہے۔

سینیٹر عبدالرشید: جناب چیئرمین! شکریہ۔ اس پر میرے تین ضمنی سوالات ہیں۔ سب سے پہلا یہ ہے کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ۔۔

جناب چیئرمین: Supplementary کیا ہے؟ سوال کا جواب تو آچکا ہے۔

سینیٹر عبدالرشید: اس میں یہ کہا گیا ہے کہ نقصانات کے ازالے کے لیے ادائیگی حکومت کے زیر غور ہے۔ اس سے میں نے یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ جس کا زیادہ نقصان ہوا ہے اور جس کا کم نقصان ہوا ہے، دونوں کو ایک سا معاوضہ ملے گا۔ اس سلسلے میں میرے دو سوال ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اس

معاوضے کی حد کیا ہے یعنی ایک تباہ شدہ گھر کا معاوضہ کتنا ہو گا؟ دوسرا یہ کہ یہ ظلم اور ناانصافی نہیں ہو گی کہ ایک شخص کا سات لاکھ کا گھر تباہ ہوا ہے اور ایک شخص کا ایک لاکھ کا گھر تباہ ہوا ہے لیکن آپ دونوں کو ایک سا معاوضہ دیتے ہیں۔ اس سے یہ بہتر نہیں ہو گا کہ معاوضہ نقصانات کے مطابق ہو۔ جس کا زیادہ نقصان ہوا ہو، اس کو زیادہ معاوضہ ملے اور جس کا کم نقصان ہوا ہو، اس کو کم معاوضہ ملے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سید صمصام علی بخاری: جناب! اس کا جو طریقہ ہے کہ جس طرح identify کیا جائے گا، وہ ایک uniform طریقہ ہو گا۔ یہ جو فرما رہے ہیں، بالکل اسی طرح ہو گا۔ اگر کسی کا نقصان ایک لاکھ روپے ہے تو اس کو معاوضہ اسی طرح ادا کیا جائے گا اور اگر کسی کا دس لاکھ کا نقصان ہوا ہو گا تو اس کو اسی طرح دیا جائے گا۔ یہ جو فرما رہے ہیں بالکل اسی طرح ہو گا لیکن assessment کے بعد کہ کس کا کتنا نقصان کتنا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ بنگش صاحب۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: Thank you Mr. Chairman. میرا سوال اس سے ذرا ہٹ کر ہے لیکن اورکزئی اور کرم ایجنسی میں چونکہ operation ہو رہا ہے اور وہاں کے بھی کافی IDPs ہیں، میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کے لیے انہوں نے کیا پیش بندی کر رکھی ہے۔ Thank you.

جناب چیئرمین: Thank you. جی بخاری صاحب۔

سید صمصام علی بخاری: جناب! اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ اورکزئی اور کرم ایجنسی میں جو total لوگ ہیں، اس میں اورکزئی ایجنسی میں 7459 ہیں جو previous families ہیں اور کرم ایجنسی میں 3804 ہے۔ اس میں بھی NADRA اسی طرح کر رہا ہے۔ ہم لوگوں کو compensate کر بھی رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ پھر بھی کریں گے۔

Mr. Chairman: Next question Saleh Shah Sahib.

50. ***Senator Maulana Muhammad Saleh Shah:** Will the Minister for Interior be pleased to state the details of terrorists killed during the operation "Rah-i-Nijat" in South Waziristan?

Senator A. Rehman Malik (Minister for Interior): During the operation Rahi-i-Nijat in South Waziristan total 823 terrorists have been killed. Detail is annexed.

(Annex)

TERRORIST KILLED DURING OPERATION-RAH-E-NAJAT

Date	Terrorists Killed
17/18-Oct-09	145
19-Oct-09	18
20-Oct-09	12
21-Oct-09	15
22-Oct-09	24
23-Oct-09	13

Date	Terrorists Killed
24-Oct-09	21
25-Oct-09	15
26-Oct-09	19
27-Oct-19	42
28-Oct-09	25
29-Oct-09	11
30-Oct-09	14
31-Oct-09	33
1-Nov-09	9
2-Nov-09	12
3-Nov-09	21

4−Nov−09	30
5−Nov−09	28
6−Nov−09	24
7−Nov−09	12
8−Nov−09	20
9−Nov−09	8
10−Nov−09	9
11−Nov−09	7
12−Nov−09	22
13−Nov−09	6
14−Nov−09	7
15−Nov−09	5
18−Nov−09	6
19−Nov−09	7
20−Nov−09	5

Date	Terrorists Killed
21−Nov−09	14
22−Nov−09	5
23−Nov−09	9
27−Nov−09	15
6−Dec−09	1
10−Dec−09	5
14−Dec−09	5
16−Dec−09	6
19−Dec−09	6
21−Dec−09	2
22−Dec−09	4

26-Dec-09	8
28-Dec-09	15
29-Dec-09	1
31-Dec-10	4
2-Jan-10	4
3-Jan-10	8
4-Jan-10	5
5-Jan-10	2
11-Jan-10	8
17-Jan-10	1
18-Jan-10	1
19-Jan-10	10
22-Jan-10	3
24-Jan-10	2
28-Jan-10	4
20-Feb-10	30
Total:	823

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: میں نے سوال کیا تھا کہ حکومت کے اعداد و شمار کے مطابق جنوبی وزیرستان کے راہ نجات آپریشن میں دو ہزار دہشت گرد مارے جا چکے ہیں۔ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ مجھے کم از کم ان میں سے پچاس دہشت گردوں کے نام بمع ولدیت بتائے جائیں کیونکہ یہ ہمارا اپنا علاقہ ہے، ہم لوگوں کو فرداً فرداً جانتے ہیں۔ مجھے جواب میں 823 بتائے گئے ہیں جو مارے جا چکے ہیں۔ نہ ان کے نام ہیں اور نہ ہی ولدیت بتائی گئی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ ایک شمار کے مطابق دو ہزار، دوسرے کے مطابق 823 بندے مارے گئے ہیں۔ مجھے ان 823 بندوں میں سے کم از کم پچاس دہشت گردوں کے نام بمع ولدیت بتائے جائیں تا کہ ہم ان کو پہچان سکیں۔

جناب چیئر مین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: یہ دو ہزار سے اوپر کے جس شمار کی بات کر رہے ہیں this is not official figure. The official figure is 823 and date wise killing جو ہوئی ہے، میں وہ دے سکتا ہوں اور انہوں نے جو پچاس کی تفصیل مانگی ہے، میں ان کو سو کی تفصیل next Monday or Tuesday کو produce کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: جی حافظ رشید صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! مولانا صالح شاہ صاحب نے بہت اچھا سوال کیا ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مارے گئے ہوں گے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ وہاں روز روز 10, 15,20 مرجاتے ہیں، bombing سے مرتے ہیں اور فوج بھی اس طرح مار دیتی ہے۔

جناب چیئرمین: حافظ صاحب! آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! میں question پر آتا ہوں کہ اس دن کہا گیا کہ 4 commanders دہشت گرد مارے گئے، جب میں نے پتا کیا تو دو بچے اور دو خواتین تھیں اور وہاں پر فوجیوں کا camp تھا تو دو بچوں اور دو خواتین کو فوجی camp میں لے گئے اور ان کو کہا کہ یہ آپ کے commanders ہیں، یہ دہشت گرد ہیں۔ میں وزیر داخلہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنے بے گناہ لوگ مارے گئے ہیں، وہ بتایا جائے؟

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: شکریہ جناب چیئرمین۔ جہاں تک T.V میں کوئی خبر آئے یا اخبار میں کوئی خبر آئے، اس کا تعلق ہے، I am not here to give answer to that, I am responsible only what is officially said. جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ وہاں پر بے گناہ شہید ہوئے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جب کوئی گولی چلتی ہے یا گولہ گرتا ہے یا کوئی action ہوتا ہے تو گولی نہیں دیکھتی کہ اپنا ہے یا دشمن ہے۔ جہاں تک جنوبی وزیرستان کا تعلق ہے، یہ تو پوری دنیا جانتی ہے کہ South میں لڑنے والے terrorists صرف جنوبی وزیرستان کے نہیں تھے بلکہ دوسری جگہوں سے بھی آئے تھے۔ اس میں پنجاب سے بھی لوگ گئے، وہاں پر القاعدہ بھی لڑا، وہاں پر یمنی بھی دیکھے گئے، وہاں پر Africans بھی دیکھے گئے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس لیے وہاں پر

operation شروع کیا گیا مکین ایسی جگہ تھی جو terrorists کا headquarter تھا۔ بیت اللہ محسود کا نام ہر کوئی جانتا ہے اور وہاں پر جس طرح قاری حسین اور دوسروں نے سکول تباہ کئے، اپنی ایک organization بنا کے terrorist camps چلائے، اگر House چاہتا ہے تو میں اس کی پوری video movie House کو دے دیتا ہوں۔ But the question is that اگر جنوبی وزیرستان میں action ہوا ہے تو اس کی وجہ تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ جتنی بھی suicidal bombing ہو رہی تھی اور جتنے attacks آپ کی فوج اور معصوم بچوں پر ہو رہے تھے، وہ جنوبی وزیرستان سے ہی ہو رہے تھے۔ جب operation کا اعلان ہوا تو publicly کہا گیا کہ وہ جگہ چھوڑ دیں، جنہوں نے voluntarily جگہ خالی کر دی وہ بچ گئے اور جو لوگ رہے، یا وہ چھوڑنا نہیں چاہتے تھے یا وہ terrorists کے ساتھی تھے، اگر ایک terrorist نے ایک گھر میں پناہ لی ہوئی ہے اور ہماری information ہے اور ان کو بھی پتا ہے کہ انہوں نے فلاں بندے کو گھر میں رکھا ہے تو اگر وہاں firing ہوتی ہے تو وہ جائز ہے، ان کو چاہئیے کہ وہ وہاں سے نکل جائیں۔ ابھی مہمند ایجنسی کے ایک گاؤں میں جس میں فقیر محمد، قاری ضیاء الرحمن اور تین، چار known terrorists تھے جب ان پر bombing ہوئی تو ظاہر ہے کہ کچھ معصوم لوگ بھی مارے گئے ہوں گے۔ میں بالکل اپنے دوست سے متفق ہوں کیونکہ وہ وہاں پر نہیں گئے، میرا خیال ہے کہ last 6 مہینے سال سے یہ خود بھی نہیں گئے۔ ہمیں بھی اپنی report پر rely کرنا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! بس ٹھیک ہے۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جو بھی reports ہیں، reliable ہیں، اگر کوئی doubt ہے، مجھے بتائیں تو میں discuss کر لوں گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ زاہد صاحب! question کیجیئے۔ حافظ صاحب! please, ذرا بیٹھ جائیں، اچھا ٹھیک ہے بس انہوں نے جواب دے دیا ہے، حافظ صاحب! please, بیٹھ جائیں۔ زاہد صاحب! سوال کریں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میرا honourable Minister صاحب سے سوال ہے کہ جس طرح صالح شاہ صاحب نے کہا کہ یہ اچھی بات ہے کہ terrorists کو مارا گیا لیکن کیا ان کی list ہے کہ اس میں کون سے لوگ مارے گئے، اس میں foreigners کتنے تھے، terrorists کتنے تھے اور ان کے نام کیا ہیں؟ شمالی وزیرستان میں terrorists کی leadership بیٹھی ہوئی ہے یا South سے North میں چلے

گئے ہیں، ان کے متعلق ابھی تک کیا اطلاعات ہیں، کیا ان کو گرفتار کیا گیا ہے؟ انہوں نے جس طرح قاری حسین کی بات کی ہے، یہ صحیح ہے کہ جتنے suicidal terrorists ہیں، ان کا master mind وہی ہے، اس کے متعلق ابھی کیا خبر ہے؟ لوگوں کو جو اعتراض ہے کہ ابھی تک آپ نے leadership کو نہ گرفتار کیا اور نہ مارا، اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی Minister صاحب! briefly and specific answer دے دیں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب! یہ سوال ہے کہ جب کوئی بھی terrorist مارا جاتا ہے تو اس نے اپنی ولدیت اپنے گلے میں نہیں ڈالی ہوتی، وہ local لوگوں سے recognize کیا جاتا ہے کہ وہ local ہے تو اس کا نام اور پتا چل جاتا ہے، اگر local نہیں ہے تو اس کو دفنا دیا جاتا ہے۔ جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ North وزیرستان سے South وزیرستان میں کون گیا اور South وزیرستان سے North وزیرستان میں کون گیا، it is very difficult to give the figure, however ابھی سوات میں 1950 لوگ پکڑے ہوئے ہیں۔ ہم جن کو scrutinize کر رہے ہیں، over 600 North Waziristan, South Waziristan میں arrest ہوئے ہیں، they are also being scrutinized جب ان کی scrutinization ہو جائے گی جو کہ بڑے SOS basis پر چل رہی ہے۔ جناب! I will provide before the House.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ شیرانی صاحب. last question.

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: میں محترم وزیر صاحب سے یہ جاننا چاہوں گا کہ یہ جن لوگوں کو terrorists کہتے ہیں، کن کن ملکوں سے کب اور کس راستے سے آئے ہیں، ایک یہ بتائیں۔ دوسری بات یہ بتائیں کہ یہ انسداد دہشت گردی کا operation ہے، کیا دہشت گردی اسی کا نام ہے کہ جب لوگ امن سے گزارہ کریں تو وہ دہشت گرد ہیں اور جب بدامن ہو جائیں تو گھر مسمار ہو جائیں، مدرسوں پر bombing ہو، مساجد ڈھائی جائیں، انسانوں کا خون بہایا جائے تب پھر انسداد ہوتا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ نے جب سے انسداد دہشت گردی کا عمل شروع کیا، ملک کے امن کی حالت کیا تھی اور اب اس کی حالت کیا ہے، اس سے انسداد ہوا ہے یا فروغ ہوا ہے؟

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: اس سے انسداد ہوا ہے اور اس کے proofs ساری قوم نے دیکھے ہیں۔ سوات میں جو aggression ہوئی اور میں ان کو terrorists کہوں گا جو لاشیں نکال کر درختوں پر لٹکاتے ہیں، ان کو terrorists نہ کہا جائے تو کیا کہا جا سکتا ہے، extremists نہ کہا جائے تو کیا کہا جا سکتا ہے۔ انہوں نے میری بہنوں کا rape کیا، انہوں نے وہاں پر ایسے مظالم ڈھائے، لوگوں کے گلے کاٹے، میں پھر عرض کروں گا کہ اگر ضرورت پیش آئے تو میں وہ گلے کاٹتی ہوئی تصویریں اور videos بھی دکھا سکتا ہوں لیکن یہ حقیقت ہے کہ جہاں دہشت گردوں کے خلاف کارروائی ہوئی، وہاں معصوم جانیں بھی گئیں، ہمیں ان کا افسوس ہے لیکن یہ fact ہے کہ جب کبھی operation ہوتا ہے تو ایسی چیزیں ہوتی ہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ کسی بھی حالت میں معصوموں کی جانیں نہ جائیں لیکن جہاں بھی writ of the Government challenge ہو گی، Government will have to take action sir.

Mr. Chairman: Thank you. Next question, Nawabzada Akbar Magsi sahib.

شیرانی صاحب ٹھیک ہے۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: نہیں، میرے پہلے سوال کا جواب نہیں دیا کہ یہ جن لوگوں کو دہشت گرد کہتے ہیں، یہ کن ملکوں سے کب اور کس راستے سے آئے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ بتا دیں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: میں on record ہوں کہ via افغانستان آتے ہیں، کنڑ کا علاقہ بڑا مشہور ہے۔ میں وہ بھی بتاتا ہوں، میں ادھر سے عرض کر رہا ہوں، میں ادھر پہنچ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: شیرانی صاحب! آپ کو علم ہے تو پھر کیوں سوال کرتے ہیں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جی بالکل۔ میں کہہ رہا ہوں کہ کنڑ سے بھی آتے ہیں جن کو ان علاقوں میں مار پڑی، وہ کراچی گئے اور وہ مختلف علاقوں میں چھپے ہوئے ہیں اور operation is on اور جہاں پر ملتے ہیں، we are taking action against them.

جناب چیئرمین: جی next question اکبر مگسی صاحب موجود نہیں ہیں،

51. ***Senator Nawabzada Muhammad Akbar Magsi:** Will the Minister for Interior be pleased to state the number of offices of NADRA in Balochistan and the details of staf posted there?

Reply not received.

جناب چیئرمین: next question پروفیسر خورشید صاحب۔ وہ خود ہی موجود نہیں ہیں، جواب next rota day آجائے۔ پروفیسر خورشید صاحب! آپ اپنا سوال پوچھیں۔

52. ***Senator Prof. Khurshid Ahmed:** Will the Minister for Interior be pleased to state:

(a) whether it is a fact that Human Trafficking Information System (HUTIS) has been installed at various places in the country, if so, the locations thereof

(b) whether it is also a fact that all Zonal Directors and FIA Anti-Human Trafficking Circles have been directed to compile the data of all human smugglers, traffickers, agents, sub-agents and facilitators in the said system, if so, the progress made in this regard since 2008; and

(c) the number of cases of human trafficking registered in the country during the said period indicating also the names of persons arrested and convicted in those cases?

Senator A. Rehman Malik: (a) HUTIS (Human Trafficking Information System) is a web base application like CMS (Case Monitoring System). It is accessible on internet on its specific IPs (Internet Protocols) address. So its location is web-site.

(b) Each Zone/Anti-Human Trafficking Circle (AHTCs) has been asked to access the application and compile the data of all human smugglers/traffickers, agents, subagents and facilitators. Names of 951 smugglers/traffickers, agents, subagents and facilitators have been entered in HUTIS since 2008, 241 by AHTC

Karachi and 41 by AHTC Faisalabad, 116 by AHTC Gujranwala, 19 by AHTC Multan, 503 by AHTC Quetta and 31 by AHTC Rawalpindi.

(c) In 2008, under the provisions of Prevention & Control of Human Trafficking Ordinance (PACHTO) 2002, 89 cases were brought forward, whereas 264 fresh cases were registered, 251 cases were challenged and 73 cases were decided by the courts.

Similarly 120 cases were brought forward from 2008, 551 fresh cases were added in 2009, 540 cases were finalized/ challenged and finally 625 cases were decided by the courts.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں دراصل یہ جاننا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں جو cases register کئے ہیں، ان کے results کیا رہے ہیں اور human trafficking کو قابو کرنے میں کتنا وقت لگ رہا ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: شکریہ جناب چیئرمین۔ 2008 میں 264 cases register ہوئے، 250 چالان ہوئے اور جو courts نے decide کئے، وہ 73 تھے، 2009 میں total 551 cases register ہوئے اور اس کے 540 چالان ہوئے اور 625 decide ہوئے کیونکہ جو دوسرا back log تھا، 251 plus by 540 ان کو ملا کر 625 cases decide ہوئے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! وزیر محترم نے part (a) میں بتایا ہے کہ human trafficking information system location جو ہے، وہ website ہے، وزیر محترم یہ جانتے ہوں گے کہ ہمارے ملک میں literacy ratio کیا ہے اور پھر computer literate کتنے لوگ ہیں، کتنے فیصد ہیں۔ Human trafficking سے جو لوگ متاثر ہیں، کیا وہ website سے information لے سکتے ہیں، اس کے لیے اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ physical information centers بھی موجود ہوں تا کہ متاثرین وہاں سے معلومات لے سکیں۔

جناب چیئرمین: جی Minister صاحب۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جی بالکل بجا فرمایا ہے، information manually available in the zonal office, circle office of the FIA اور ہم نے کبھی تو قوم کو literate کرنے کے لیے شروعات کرنی ہے۔ ہمارا ایک step ہے جو لوگ پڑھ سکتے ہیں جو نہیں پڑھ سکتے، وہ FIA کے دفتر سے information لے سکتے ہیں۔ Thank you جی۔

جناب چیئرمین: Next question پروفیسر خورشید، please آپ question number پڑھ لیں۔

53. ***Senator Prof. Khurshid Ahmed:** Will the Minister for Information Technology and Telecommunications be pleased to state:

(a) the number of unutilized scholarships under National ICT Scholarships Programme 2008;

(b) the reasons for not utilizing the said scholarships; and

(c) the steps taken by the Government to utilize all scholarships under that programme in future?

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: (a) The target for number of scholarships for the year 2008 was 550 scholarships and under the National ICT Scholarship Program all the 550 scholarships were awarded to the rural/non metropolitan area F. Sc. students to pursue undergraduate degrees in 1CT related disciplines. Out of 550 students only 440 reported to the universities. 110 scholarships remained unutilized.

(b) For the subsequent year (2009) it was decided to provide about 5% extra seats to account for students that do not join universities and take up the scholarship. So, 737 scholarships were offered instead of a target of 700 for the year 2009. However, 519 students joined the universities and remaining could not join due to their personal priorities of the disciplines and university.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میرے سوال کے تین پہلو تھے، ایک کا جواب دیا گیا ہے لیکن non-utilization کے کیا reasons تھے اور اس کی remedy کے لیے کیا steps لیے جا رہے ہیں، اس کا جواب نہیں دیا گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سال میں 207 اور دوسرے سال میں تقریباً 20% non-utilized ہیں، تو کیا وجہ ہے کہ ایسے اہم scholarships non-utilized جارہے ہیں اور بالعموم یہ ہوا کرتا ہے کہ آپ کے پاس ایک waiting list ہوتی ہے کہ اگر first choice والے نہیں جا پائے ہیں تو یہ process ضائع نہ ہو۔ اس بارے میں کیا پیش رفت ہے؟

جناب چیئرمین: جی ایڈوائزر صاحب۔

سردار عبدالطیف خان کھوسہ (مشیر برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی): جناب چیئرمین بہت شکریہ۔ پروفیسر صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ان کا جو تیسرا سوال تھا اس کا جواب b میں آگیا ہے۔ جہاں تک تعلق ہے scholarships کا تو 2008 میں 550 scholarships مختص ہوئے تھے، جس میں سے 440 utilize ہوئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بقیہ طلبا نہیں آئے تھے وہ چونکہ نہیں آئے، semester گزر جانے کے بعد ہم کسی اور کو نہیں دے سکتے تھے because they could not be adjusted, لیکن اس کا جواب اگلے میں آگیا کہ ہم نے 5% اگلے سال میں increase کر دیے تاکہ اس fund کی utilization ہو جائے جو ہمیں educate کرنا مقصود تھا۔ اس لیے وہ اگلے سال میں بھی کیا گیا لیکن بدقسمتی سے اس میں بھی ہم نے 737 scholarships رکھے اور اس میں 519 students نے آکر رپورٹ کیا، بقیہ نے نہیں کیا۔ بہر صورت میں نے اس مرتبہ direction دی ہے کہ ایک waiting list رکھیں تاکہ یہ ضائع نہ ہوں اور جو student ہیں انہیں next semester میں join کرکے ان کا abridge کر دیا جائے تاکہ ان کا حرج بھی نہ ہو اور پیسہ بھی ضائع نہ ہو۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں ایڈوائزر صاحب کی اس تشریح سے اتفاق کرتا ہوں لیکن میں متوجہ کروں گا کہ دوسرے سال آپ نے 5% اضافہ بھی کیا لیکن تب بھی 207 افراد نہیں جا سکے، یہ بہت بڑی تعداد ہے یعنی 737 میں سے 207 کے معنی ہیں کہ almost 30%. کیا آپ اس پر غور کرنے کو تیار ہیں کہ جو معاملات آپ finalize کرتے ہیں، وہ عین داخلے کے وقت نہ ہوں بلکہ دنیا میں ہر جگہ ہوتا ہے، دو یا تین ماہ پہلے یہ کام کر لیا جائے تاکہ اگر جن بچوں کو subject نہیں ملا ہے یا کوئی

اور وجہ ہے تو آپ کے پاس already list ہوتا کہ وہ accommodate ہو سکیں۔ یہ کرنا بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: جی ایڈوائزر صاحب۔

سردار عبدالطیف خان کھوسہ: جناب چیئرمین! ان کی رائے کو میں انشاء اللہ درج کرلوں گا۔ آئندہ سے ہم یہ دیکھیں گے کہ پہلے ہو جائے تا کہ وہ students جو نہیں آپاتے اس سے next in line والوں کو admission مل جائے۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! ہماری یہاں ہر وقت شکایت رہتی ہے کہ بلوچستان کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ کھوسہ صاحب کی موجودگی میں گزشتہ چند ادوار میں ہمارے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں، جو مختلف departments ہیں، university وغیرہ ہیں، اس میں بلوچستان کے لیے کوئی کوٹا ہے یا جو ہماری شکایت ہے اسے دور کرنے کا کوئی پروگرام ہے؟

جناب چیئرمین: جی ایڈوائزر صاحب۔

سردار عبدالطیف خان کھوسہ: جناب چیئرمین! بلیدی صاحب کا جو concern ہے وہ ہم نے address کیا ہے۔ Approval budget میں fully funded scholarships 2.4 billion ہے اور اس میں سے partial funding 1.37 billion PSDP, Government of Pakistan کرتی ہے۔ اس پروگرام میں ہر سال rural non-metropolitan area میں teachers and students جو high school level کے ہوتے ہیں، انہیں ہم train کرتے ہیں اور ان کو ہم ہر rural area کے province basis پر لیتے ہیں۔ ان 11 universities میں بلوچستان یونیورسٹی بھی موجود ہے جہاں ہم admissions دیتے ہیں۔

Mr. Chairman: Next Question No. 54. Prof. Khurshid sahib.

54. *Senator Prof. Khurshid Ahmed: Will the Minister for Information Technology and Telecommunications be pleased to state the number of complaints of irregularities in the

managements: of National 1CT R&D Fund Company received during the years 2000 to 2009 and action taken thereon?

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: National 1CT R&D Fund Company was established in November 2006. During the period 2006 to 2009, the numbers of complaints of irregularities in the management of National ICT R&D Fund Company are three (03). Details are as under:

Complainant/Complaint

Shahnawaz s/o Sawan Khan–Complaint was filed against Ministry of IT and FAST University. (The Candidate is currently studying at Bahauddin Zakariya University). The Student has filed cases in Federal Ombudsman both in Lahore and Islamabad. The complaint is related to non award of scholarship to the complainant.

Action Taken

The Federal Ombudsman has decided in favor of the respondent.

Complainant/ Complaint

Muhammad Nadeem Azam S/o Muhammad Azam–Complaint was that as per National ICT Scholarship brochure it states that Ghulam Ishaq Khan Institute of Engineering Sciences (GIK) has been allocated 22 seats and the complainant was not awarded even one seat. The Complaint has been filed with Federal Ombudsman Peshawar. The complainant without waiting for the result of testing service of the Company, got admission in the university on his own merit and paid a certain amount requested by the university. Student according to merit list was able to secure admission in COMSATS university. He insisted to get admission in GIK and demanded refund of the money paid by him to the institution.

Action Taken

The case is still pending with Federal Ombudsman Peshawar.

Complainant/Complaint

Dr. Amir Farooqui –The Complainant filed a complaint through Transparency International Pakistan. The Complaint was against three currently funded projects which the complainant believes that the projects were funded incorrectly as the work has already been done internationally. He has also referred his own proposal which was not approved by the fund because of bias and nepotism.

Action Taken

The report by Transparency International Pakistan was forwarded by the Ministry of IT to National ICT R&D Fund and a thorough audit was conducted by the internal auditor of the fund. The report has been submitted to the Project Management Committee (PMC) for scrutiny and will also be discussed in next Board of Directors meeting.

Mr. Chairman: Any supplementary. Prof. Khurshid sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! جواب خاصا معقول ہے لیکن میں یہ جاننا چاہوں گا کہ چونکہ یہ تین سال کا period cover ہو رہا ہے، کیا آپ بتا سکیں گے کہ ان cases کو decide کرنے میں کتنا وقت لگا ہے؟ خاص طور پر آخری period still pending ہے۔

جناب چیئرمین: جی ایڈوائزر صاحب۔

سردار عبدالطیف خان کھوسہ: جناب چیئرمین! ہمارے پروگرام میں اتنی transparency ہوتی ہے کہ اب تک بہت کم complaints آئی ہیں۔ جو تینوں complaints ہیں، اس میں ایک complaint یہ تھی کہ non-award of scholarship, وہ merit پر نہیں آیا تھا اس لیے اس کو نہیں لیا گیا۔ دوسرا کہتا تھا کہ مجھے GIK میں بھیجیں جبکہ اس کی entitlement کے حساب سے ہم نے اس کو admission دی تھی اور جب وہ Ombudsman کے پاس گیا تو ان کے خلاف فیصلہ ہوا۔ تیسرا پروفیسر صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں، وہ ابھی decided نہیں ہے، اس کو میں

follow up کروں گا کہ وہ کب decide ہو گا۔ ہمارے پاس figure نہیں ہے کہ وہ decide کب کریں گے۔

Mr. Chairman: Next Question No. 55. Dr. Muhammad Ismail Buledi.

55. ***Senator Dr. Muhammad Ismail Buledi:** Will the Minister for Narcotics Control be pleased to state the number of persons appointed in the Ministry of Narcotics Control during the last two years with province-wise break up; indicating also the number of posts lying vacant so far and the time by which these will be filled?

Mr. Arbab Muhammad Zahir: No. of persons appointed during last two years.

Ministry of Narcotics Control	Anti Narcotics Force ANF (Attached Department)	Total
14	7	21

Province wise breakup

Province	No. of Persons	
	Ministry	ANF
Punjab	0	4
Sindh (U)	1	0
Sindh (R)	1	3
NWFP	1	0

Balochistan	1	0
FATA/NA	0	0
AJK	0	0
Locally appointed (Naib Qasid)	10	0
TOTAL	14	7

VACANT POSTS:

(a) MoNC – Recruitment against 8 vacant posts in the Ministry of Narcotics Control have been advertised and will be filled shortly.

(b) ANF

i. Recruitment against 5 vacant posts of Assistant Director (BS-17) are under process in FPSC.

ii. Recruitment against 18 vacant posts of Inspector (BS-16) has been advertised by FPSC.

iii. Recruitment against 667 vacant posts in (BS-1 to 15) is under process and will be filled up till June-2010. Advertisement, Receipt of applications, written tests, finalization of results have been made and interview/ practical tests will be done shortly.

Mr. Chairman: Any supplementary. Dr. Muhammad Ismail Buledi.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب! میں نے سوال کیا تھا کہ گزشتہ دو سالوں کے دوران Narcotics میں کتنی بھرتیاں ہوئی ہیں اور کتنی پوسٹیں خالی ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ہے کہ ٹوٹل 21 بھرتی ہوئے ہیں، ان میں بلوچستان کا صرف ایک ہے، فاٹا کا کوئی نہیں ہے اور اسی طرح سرحد کا ایک ہے۔ آگے b میں سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی پوسٹیں خالی ہیں اور 667 خالی آسامیاں ایک سے پندرہ گریڈ تک ہیں۔ ان دو سالوں کے دوران میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ پوسٹیں

advertise بھی ہوئیں، ان کے باقاعدہ call letters بھی جاری ہوئے، درمیان میں پھر cancel ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس جمہوری حکومت میں جتنے بھی departments ہیں وہ implementation کے عمل میں بہت سست ہیں۔ مجھے منسٹر صاحب بتائیں گے کہ خالی پوسٹوں پر کب تک بھرتی کی جائے گی اور اس میں بلوچستان کے کوٹے کے بارے میں ہمیں وہ کیا surety دیں گے؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر ارباب صاحب۔

جناب ارباب محمد ظاہر (وفاقی وزیر برائے نارکوٹکس کنٹرول): جناب چیئرمین! یہ پوسٹیں جون 2010 تک مکمل ہو جائیں گی۔ اس میں بلوچستان کا کوٹا 71 ہوگا۔ اس کی detail ہے، اسسٹنٹ 2 ہوں گے، 2 ASI ہوں گے، Stenotypist ایک، UDC ایک، Electric wireman ایک، LDC ایک، Constable-14 ہوں گے، Lady Constable تین، Constable Driver نو، Constable Dog attendant ایک، نائب قاصد پانچ، اردلی دس، Cook گیارہ، Sweeper آٹھ اور Waiter دو ہوں گے۔ یہ ٹوٹل 71 ہوں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ جی بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: منسٹر صاحب نے جو quota wise detail بتائی ہے، یہ تو چاروں صوبوں میں جو Narcotics میں سٹاف لگایا ہے اس میں بلوچستان کا کوٹا نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کو cover کرنے کے لیے بلوچستان کو زیادہ حصہ دیں۔

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ cover کرنے کے لیے آپ کے پاس کوئی تجاویز ہیں؟ کوٹے کو increase کرنے کے لیے کیا پروگرام ہے؟

جناب ارباب محمد ظاہر: اب تو بلوچستان کے کوٹے کو بڑھا کر 6% کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں منسٹر صاحب کو کہنا چاہتا ہوں کہ پختونخواہ سرحد کا کوٹا کم ہے۔ آیا مستقبل میں کوٹا بڑھایا جائے گا؟ اس کی تفصیل دیں۔ دوسرا یہ کہ فاٹا کے ساتھ کیوں ظلم کیا جا رہا ہے، وہ ہمارے پختون بھائی ہیں، ان کا کوئی آدمی بھی اس ادارے میں نہیں ہے، مستقبل میں ان کو بھی کچھ ملے گا؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب ارباب محمد ظاہر: جناب چیئرمین! میں پہلے بتا چکا ہوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے دونوں questions کو club کر دیتے ہیں۔

جناب ارباب محمد ظاہر: جناب! Civil Establishment Court کے مطابق additional and provincial quota کا 10% merit ہوتا تھا، پنجاب کا 50%، سندھ اربن کا 7.6% اور Rural کا 11.6%، NWFP کا 11.5%، بلوچستان کا پہلے 3% تھا اب 6% ہو گیا ہے۔ Northern Area اور فاٹا کا 4%، آزاد کشمیر کا 2%. مگر یہ اس وقت تھا کہ جب بلوچستان کا 3% کوٹا تھا، اب جب بلوچستان کا بڑھا کر 6% ہو گیا ہے تو اب اوروں پر اثر پڑے گا، وہ ذرا کم ہو جائیں گے۔

Mr. Chairman: Next Question No. 56. Mr. Talha Mahmood.

56. ***Senator Muhammad Talha Mahmood:** Will the Minister for Interior be pleased to state:

(a) the number of prohibited and non prohibited arms licenses issued to foreign nationals during the last two years;

(b) the reasons for issuing those licenses; and

(c) the procedure adopted for issuance of the said licenses?

Senator A. Rehman Malik: No arm license was issued to Foreign Nationals by Ministry of Interior during the said period.

Mr. Chairman: Any supplementary. Mr. Talha Mahmood.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب! اس میں کہا گیا ہے کہ کسی غیر ملکی کو اسلحہ لائسنس جاری نہیں کیا گیا۔

Mr. Chairman: Yes, this is the answer.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: اس وقت مختلف جگھوں پر foreigners اسلحہ لے کر گھوم رہے ہیں، سیکریٹریٹ تھانہ کے SHO کے سر پر بندوق رکھی گئی، مختلف جگھوں سے foreigners کو پکڑا

گیا اور تھانے میں لا کر چھوڑ دیا گیا۔ سب کے پاس جو اسلحہ تھا وہ بغیر لائسنس کا تھا، اگر بغیر لائسنس کا تھا اور اگر ان کو لائسنس issue نہیں ہوئے تھے تو ان کو کیوں چھوڑا گیا؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

Senator A. Rehman Malik: Mr. Chairman, yes, there is a policy, no license to the foreigners.

یہ جس واقعے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں وہ diplomatic enclave میں ہوا تھا اور جو embassies کی personal security ہوتی ہے، ان کا اپنا سیکورٹی سٹاف ہوتا ہے، وہ اپنی premises کے سامنے رکھتے ہیں because they are allowed. یہ واقعہ وہاں پیش آیا، اس کی investigation کی گئی، وہ illegal arm نہیں تھا، جو embassy کو authorize ہوتا ہے، وہ تھا۔ آپ جو اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ بغیر لائسنس کے گھومتے پائے گئے، یہ بالکل غلط ہے۔ ایک واقعہ تھا وہ لوگ جو باہر سے Trainers آئے ہوئے ہیں، وہ ٹریننگ کا اسلحہ ساتھ رکھتے ہیں اور ان کو باقاعدہ اجازت ہے

to carry it from the training institute to the place where they live. That is the only incident. No Foreigner is allowed to carry any weapon and not even licenses have been issued to any foreigner sir.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی Next question Talha Mehmood Sahib

سوال نمبر پڑھ لیجئے۔ Sorry مسماۃ عافیہ ضیاء صاحبہ۔ پروفیسر صاحب آپ پوچھ لیجئیے گا۔ سوال نمبر پڑھ لیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: سوال نمبر ۵۹

59. *Senator Mst. Afia Zia: Will the Minister for Information and Broadcasting be pleased to state:

(a) the estimated cost of PTV sports and youth channel; and

(b) the amount allocated by the Government for the said scheme in PSDP 2009-10 and the amount released and spent so far?

Mr. Qamaruz Zaman Kaira: (a) The estimated cost for launching of PTV Sports and Youth channel as per PC-1 form already submitted to concerned quarters on 16-12-2008 would amount to Rs. 603.680 million, in addition to the estimated recurring expenses of Rs.740.612 million per annum.

(b) An amount of Rs. 40.000 million has been allocated by the Government for the said scheme in PSDP 2009-10, but no funds have been released so far.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! اس سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ release is nil. No fund has been released کیا وجہ ہے کہ fund release نہیں ہوئے۔ کیا پی ٹی وی سپورٹس کو PSDP سے ختم کر دیا گیا ہے؟

جناب چیئرمین: جی۔

سید صمصام علی بخاری: میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے اس کا جواب پڑھا ہے کہ یہ فنڈ PSDP سے allocate ہوا تھا مگر release نہیں ہوسکا تو وہ معاملہ ہم نے take up کیا ہوا ہے۔ release ہوگا تو پھر اس پر کام ہو سکے گا مگر ایک چیز میں پروفیسر صاحب کی خدمت میں عرض کرتا چلوں کہ اس کا جو Directive issue ہوا تھا وہ 2005 میں ہوا تھا اور اس وقت سے لے کر آج تک funds allocate ضرور ہوئے مگر release نہیں کیے گئے۔

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: یہ کیوں نہیں ہوئے؟

سید صمصام علی بخاری: جناب! ہم تو فنڈ مانگنے والے ہیں اور ہم PSDP والوں کو pursue کر رہے ہیں تو اس کا کوئی جواب آیا تو بتائیں گے۔

جناب چیئرمین: Next question پروفیسر ابراہیم صاحب۔ سوال نمبر پڑھ لیجئیے۔

64. ***Senator Prof. Muhammad Ibrahim Khan:** Will the Minister for Railways be pleased to state:

(a) the estimated cost of Track Rehabilitation (Rehabilitation Plan); and

(b) the amount allocated by the Government for the said scheme in PSDP 2009−10 and the amount released and spent so far?

Haji Ghulam Ahmad Bilour: (a) Estimated cost of Rehabilitation and improvement of Track is Rs. 9405 million.

(b) The amount allocated by the Government for the Rehabilitation and Improvement of track is Rs.800 million for the current financial year i.e. 2009−2010. The amount released is Rs. 350.000 million till date and Rs. 250.000 million has since been utilized.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! یہاں بھی مسئلہ یہ ہے کہ allocation ہے Railway rehabilitation کے لئے اس سال کا ۸۰۰ ملین روپے اور اس میں release ہے ۳۵۰ ملین روپے۔ اگر حساب لگایا جائے تو تین کوارٹر کا release ہونا چاہیے تھا ۶۰۰ ملین روپے تقریباً نصف release نہیں ہوا۔ اس کی کیا وجہ ہے یہ release کیوں نہیں ہوا؟ اور پھر اس کی utilization 250 million روپے ہے اور یہ سو ملین روپے استعمال کیوں نہیں ہوسکا ہے۔

جناب چیئرمین: جی سندھو صاحب۔

جناب محمد افضل سندھو: جناب چیئرمین! It is very technical subject اس میں جو کرنا تھا وہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن پر یقینی طور پر وقت لگتا ہے۔ ان میں improvement of tracks تھی، اس میں imported چیزیں بھی تھیں، اس میں un−serviceable sleepers کو تبدیل کرنا تھا اور پھر fastening and recounting of plastic بھی تھا۔ اس میں کچھ items ایسے بھی تھے جن میں Foreign Exchange involve تھا اور imports بھی تھیں۔ ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے جو باقی ماندہ فنڈز ہیں وہ ہمیں release ہوں اور انشاء اللہ جو باقی کے ہمارے پاس funds allocated تھے وہ بہت جلد سارے کے سارے استعمال ہو جائیں گے اور ہمیں فنانس ڈویژن اور پی ایس ڈی پی والوں نے بھی وعدہ کیا ہے کہ باقی کے فنڈز ہمیں مل جائیں گے۔

جناب چیئرمین: جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں وزیر محترم سے یہ عرض کروں گا کہ جس وقت آپ نے آٹھ سو ملین روپے کی درخواست کی تھی وہ request out of the air نہیں ہوا کرتی بلکہ یہ ہوتا ہے کہ کیا کام کرنا ہے، اس کے لئے لاگت کتنی ہے، کتنا پیسا خرچ ہوگا، کہاں سے منگوانا ہے یہ سب line up کرنے کے بعد پھر request جاتی ہے۔ یہ قاعدہ ہے ۔ سوال یہ ہے کہ جووجوہات آج یہ بتا رہے ہیں یہ آیا اس فیصلے کے بعد ان پر وحی آئی کے یہ چیزیں چاہیے ہوں گی یا یہ سارا ہوم ورک پہلے کیا گیا تھا اور اگر کیا گیا تھا تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ یہ نہیں ہوسکا۔

جناب چیئرمین: جی۔ہیلو! آپ کیمرہ لے کر بیچ میں سے ہٹ جائیں۔

جناب محمد افضل سندھو: جناب گزارش یہ ہے کہ جس پراجیکٹ کی یہ بات کر رہے ہیں یا جس کے متعلق سوال ہے یہ 2002ء میں ایک پراجیکٹ آیا تھا جس کی year wise release اور funding and expenditure بھی دے دیا گیا ہے اور یہ جو اس سال کا تھا میں نےاس کے متعلق بھی عرض کردی ہے۔ یہ ایک بہت لمبی چوڑی feasibility تھی جس کو بنایا گیا تھا اور اس میں ہم پوری کوشش کر رہے ہیں ۔ میں پروفیسر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ جس طریقے سے یہ کہہ رہے ہیں اس طریقےسے working ہونی چاہیے تھی۔ ہم اس میں improvement لانے کی کوشش کر رہے ہیں اور انشاء اللہ ہم اس میں بہت جلد کامیاب ہوجائیں گے۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر بلیدی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گوادر پورٹ دس سال سے مکمل ہے اور وزیر صاحب نے کہا ہے کہ بلوچستان میں کوئی ریلوے لائن بنانے کا پروگرام نہیں ہے۔ کیا گوادر پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟ اگر پاکستان کا حصہ ہے تو گوادر پورٹ تیار ہے اور یہ ایک المیہ ہے کہ گوادر پورٹ تیار ہے اور تینوں صوبوں کو ملانے کے لئے کوئی Railway link نہیں ہے۔ اس کا کوئی پروگرام ہے؟

جناب چیئرمین: جی۔

جناب محمد افضل سندھو: جناب اس کے متعلق یقینی طور پر پروگرام ہے۔ اس پر ابتدائی کام ہورہا ہے، اس کی فزیبلٹی بن رہی ہے اور حکومت پاکستان اور محکمہ ریلوے کی یہ خواہش ہے کہ گوادر

کے ساتھ ریلوے کا رابطہ ہو لیکن ابھی میں یہاں یہ کہہ دوں کہ اس کی یہ stage ہے تو یہ ابھی تک نہیں ہے جو میں یقینی طور پر کہہ سکوں۔

جناب چیئرمین: Next question حافظ رشید صاحب! سوال نمبر پڑھ لیجئیے۔

65. *Senator Hafiz Rashid Ahmad: Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased to state:

(a) the procedure adopted for utilization of special fund of FATA Secretariat during the last two years; and

(b) the balance amount under the said head of account at present?

Mr. Najmuddin Khan: (a) There is no such special fund provided to FATA Secretariat by any source so far.

(b) Nil.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر حافظ رشید احمد: میرے سوال کا جواب یہ آیا ہے کہ اب تک کسی بھی ذریعے سے فاٹا سیکرٹریٹ کو کوئی خصوصی فنڈ فراہم نہیں کیا گیا ہے۔ یہ غلط بیانی ہے بالکل فاٹا سیکرٹریٹ کے پاس کافی رقم ہے اور فی الحال میری کمیٹی میں پینسٹھ کروڑ روپے کا کیس جاری ہے کہ اس میں غبن ہو رہا ہے تو یہ فاٹا سیکرٹریٹ کا فنڈ ہے یا کسی اور طریقے سے آئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی۔ ان کا فرمان ہے کہ آپ نے غلط بیانی کی ہے جواب کے اندر۔

جناب نجم الدین خان (وفاقی وزیر برائے ریاستیں و سرحدی علاقہ جات): ایسا کوئی خصوصی فنڈ فاٹا سیکرٹریٹ کو نہیں ملا۔ البتہ 08-2007 میں ۴۵۲ ملین روپے وزیراعظم کے پیپلز ورک پروگرام سے ملے تھے اور 09-2008 میں ۵۸۹ ملین روپے فنڈ مل چکے ہیں اور وہ ایم این اے اور سینیٹرز کے ذریعے وہاں پر خرچ ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی خصوصی فنڈ نہیں ملا۔

جناب چیئرمین: جی مشہدی صاحب۔

Senator Col.(Retd) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. I will just like to ask the honourable Minister for whom we have the highest regard that whether FATA

Secretariat is answerable to him or not? To the best of our belief and he has............

Mr. Chairman: Already been discussed.

Senator Col.(Retd) Syed Tahir Hussain Mashhadi: He is only here to answer for them, he has been responsible to the answer for them but they don't answer to him. They don't come under him and FATA has cut off from him on their own accord against the Constitution of Pakistan.

جناب چیئرمین: جی۔صالح شاہ صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: ہمارے سوالات کے جوابات بعض ایسے دیئے جاتے ہیں جیسے تار عنکبوت۔ میری وزراء حضرات کے بارے میں یہ گزارش ہے کہ جو سوالات ہم کرتے ہیں ان کے بارے میں ایسا مطمئن کرنے والا جواب دیا جانا چاہیے تا کہ ہم مطمئن ہو سکیں۔ جیسے کہ ہمارے حافظ رشید صاحب نے کہا کہ پچھلے دنوں میں سٹینڈنگ کمیٹی برائے سیفران کے ریکارڈ پر یہ بات آئی ہے کہ فاٹا کو قومی لشکر کے لئے پینسٹھ کروڑ روپے دیئے گئے ہیں۔ اب یہاں جواب میں آیا ہے کہ کوئی فنڈ نہیں ملا۔ فاٹا سیکرٹریٹ میں باہر سے جو کچھ آتا ہے وہ تو ہمارے قبائل کے خون کے بدلے میں آتا ہے اور جو جواب آتے ہیں وہ نفی میں آتے ہیں۔ لہذا میری گزارش یہ ہے کہ خصوصاً فاٹا کے بارے میں جو سوالات آتے ہیں تو وزراء حضرات سے درخواست ہے کہ وہ صحیح جواب دیں ورنہ اس کے لئے ہم یہ سوالات بار بار دہرائیں گے۔

جناب چیئرمین: جی بالکل صحیح بات ہے۔ جی۔

جناب نجم الدین خان: جناب چیئرمین ! فاٹا کے لئے بجٹ میں fund allocation ہو رہی ہے جو اس سال بارہ بلین روپے ہے۔ اس کے علاوہ وہاں جو USAID اور دوسری ایجنسیاں کام کر رہی ہیں تین سو ملین ڈالر ان کو مل چکے ہیں لیکن مخصوص فنڈ کی جو انہوں نے بات کی ہے ابھی تک ماسوائے وزیراعظم کے پیپلز پروگرام فنڈ سے کوئی بھی فنڈ نہیں ملا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ Next question. Hafiz Rashid Ahmed Sahib. سوال نمبر پڑھ لیجیئے۔

66. ***Senator Hafiz Rashid Ahmad:** Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased to state:

(a) the procedure adopted for utilization of funds under FATA Rural Development programme during the last two years; and

(b) the balance amount under the said head at present?

Mr. Najmuddin Khan: (a)

Annual Work Plan for each agency is approved by Agency Project Board under the chairmanship of Political Agent of the respective agency:

The work Plan of the three agencies are consolidated at the Project Management Unit and approve by Project Steering Committee (PSC) chaired by Additional Chief Secretary FATA.

Community Organization (Cos) are formed in the Project Area by Community Mobilization staff of the Project.

The needs of the Cos are identified and prioritized in consultation with the concerned communities.

Schemes/activities are awarded to the Cos on the basis of their needs and the allocation under the Work Plan.

Schemes are accorded formal Administrative Approval from the approved forum.

Schemes costing under Rs.4.50 million are implemented directly through the concerned communities.

Schemes costing over Rs.4.50 million are executed through the concerned Government Department.

(b) The cumulative financial utilization of Project as of February 2010 stands at Rs.2107.320 million reflecting an overall

achievement of 60% against the total PC-I cost of Rs.3510.0 million. The Project thus has balance funds of Rs.1400 million which would be utilized in the remaining two years i.e till December 2011.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! یہ بتایا گیا ہے کہ FATA Rural Development Programme کے تحت دو طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ایک، Political Agent کی سربراہی میں ایک Project Board یہ منظور کرتا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ Community Organization Project اسے منظور کرتا ہے۔ میں جناب وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس بنیاد پر یہ دو تشکیل دیے جاتے ہیں۔ دوسری بات، بےشک Political Agent اس کا سربراہ ہوتا ہے، کیا Parliamentarians کے ساتھ بھی اس سلسلے میں کوئی صلاح مشورہ کیا جاتا ہے یا نہیں؟ اس Board کے اراکین کس بنیاد پر لیے جاتے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب نجم الدین خان: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ Political Agent کی سربراہی میں ایک Board بنایا گیا ہے، وہ نشاندہی کرتے ہیں، ایک list بناتے ہیں، پھر PSC ہے جسے Additional Chief Secretary head کرتے ہیں اور لوگوں کی schemes منظور کرتے ہیں۔ معزز رکن ٹھیک فرمارہے ہیں کہ اس میں پارلیمنٹ کے اراکین شامل نہیں کیے گئے۔ یہ 3.5 ارب روپے کے projects ہیں جو باجوڑ، مہمند اور خیبر ایجنسی میں کام کر رہے ہیں۔ 2 ارب روپے خرچ ہوچکے ہیں اور 1.40 ارب روپے بقایا ہیں۔ اس میں انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ ان کے ساتھ بیٹھ کر، منتخب نمائندوں کے ذریعے وہاں کام شروع کریں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب! ان کی بات نہیں سنی جاتی، یہ ویسے کہہ رہے ہیں، قسم سے ان کی بات نہیں چلتی۔

جناب چیئرمین: چلیے، آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ یہ بھی پشتون ہیں، آپ بھی پشتون ہیں۔ پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! وزیر محترم بتارہے ہیں کہ 3,510 million میں سے 2,107 million utilize ہو چکا ہے، کیا فاٹا کے حالات ایسے ہیں کہ وہاں

utilization ممکن ہے؟ ایسا تو نہیں ہے کہ یہ ساری کاغذی کارروائی ہو اور سارا پیسہ خرد برد ہو چکا ہو اور فاٹا کے عوام کو کچھ بھی نہیں ملا اس میں سے؟

جناب نجم الدین خان: جناب چیئرمین! میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس معاملے پر debate ہونی چاہیے کیونکہ یہاں سینیٹ میں تمام لوگ یہ points اٹھا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں یہ جو فاٹا کے Members ہیں، آپ کو انہیں satisfy کرنا چاہیے۔ جی حاجی عدیل صاحب! آخری question پوچھ لیجیے، Then Question Hour is over.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میرا سوال یہ ہے کہ فاٹا کو جہاں سے بھی fund آتا ہے، اس کے audit کا کیا system ہے؟ Audit ہوتا ہے نہیں ہوتا، کون سی agency کرتی ہے، اس کی رپورٹ کہاں پیش ہوتی ہے؟ کم از کم پارلیمنٹ میں وہ آڈٹ رپورٹ پیش ہونی چاہیے کیونکہ ان کا اپنا کوئی ادارہ نہیں ہے۔ یہ ہمیں بتائیں کہ کون audit کرتا ہے، کیسے audit ہوتا ہے؟ یہ projects جو بنتے ہیں، یہ تو سب گڑبڑ ہے، سب دنیا کو پتا ہے۔ آج وزیرستان میں ترقی کا عمل کیا ہو رہا ہے؟

جناب نجم الدین خان: جناب! میں اس کا کیا جواب دوں؟ بات یہ ہے کہ کچھ funding جو ہماری allocations ہیں، وہاں چلی جاتی ہیں۔ ان کا تو proper audit بھی ہوتا ہے، ان کا programme بھی ہوتا ہے لیکن جو donors ہیں، ان کے متعلق Standing Committee میں discussion ہو رہی ہے۔ انشاءاللہ، اس کی report آپ کے سامنے لے کر آئیں گے۔

(مداخلت)

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! وزیر داخلہ صاحب اس کا جواب دیں۔ فنڈز باہر سے آتے ہیں پھر فاٹا والوں پر خرچ بھی ہوتے ہیں تو اس خرچ کا، اس آمدورفت کا، دہشت گردی کے خلاف جنگ کا، ڈالر کہاں سے آتے ہیں کہاں خرچ ہوتے ہیں، وہ صحیح بتا سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہو گا کہ وزیر داخلہ سے یہ سوال پوچھا جائے۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے

Mr. Chairman: Question Hour is over. Remaining questions and their answers placed on the table of the House.

[1]67. * **Senator Hafiz Rashid Ahmad:** Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased to state the names, educational qualifications and place of domicile of the persons appointed as Junior Clerks in FATA Secretariat and its subordinate offices during the last two years?

Mr. Najmuddin Khan: (a) The information is being collected from attached institutions of FATA Secretariat and the reply will be given on next ROTA day.

68. ***Senator Dr. Muhammad Ismail Buledi:** Will the Minister for Railways be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to link Gwadar with railways, if so, its details?

Haji Ghulam Ahmad Bilour: There is a proposal for connecting Gwadar sea port through a Rail link with Pakistan Railway's network. The feasibility study has since been completed. As per Feasibility Study, Gwadar is proposed to be linked with main Railway network at Mastung station located on Quetta−Taftan section. The length of proposed Railway link would be 901 Km. Estimated cost of construction is Rs.150.00 billion. PC−1 of the project is under preparation. After approval of PC−I and allocation of funds, it will take nine years to complete the project.

69. ***Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:**

Will the Minster for Interior be pleased to state:

(a) the number of persons working in NADRA Headquarters on regular, contract and daily wages basis, separately; and

---

[1] *[The Question Hour being over remaining questions and their replies will be placed on the table of the House.]*

(b) whether it is a fact that the number of persons hailing from Sindh and Balochistan working in the said Headquarters is less than the prescribed quota for those provinces, if so, its reasons and the steps being taken by the Government to make up that deficiency?

Senator A. Rehman Malik: (a) The number of persons working in NADRA Headquarters on regular, contract and daily wages basis are as under:—

S. #	Status	Employee's Strength
a.	Regular	211
b.	Contractual	1458
c.	Daily Wages	
	Total	1669

(b) Number of persons hailing from Sindh and Balochistan working in NADRA Headquarters are less than prescribed quota. All the employees hired by NADRA are working on contract basis and they get a consolidated cash salary package with no other regular benefits like house hiring etc. Therefore, it becomes very difficult for the people from Sindh and Balochistan to join the positions at HQ NADRA, Islamabad without any additional benefits. Further, NADRA has a vast network of offices spread all over the country upto Tehsil level, which makes it possible for employees to be posted in their respective area.

NADRA has two Regional Headquarters in Sindh (Karachi & Sukkur) and a Provincial Headquarters in Quetta with large

manpower requirements. Most of the employees belonging to these Provinces are given opportunity to work in their nearest NADRA Regional Headquarters. Currently over 95% employees in Sindh and Balochistan regions are local domicile based.

70. ***Senator Naeem Hussain Chattha:** Will the Minister for Railways be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to construct an overhead bridge on railway crossing on Gujranwala – Shaikhupura road in Shaikhupura city, if so, when?

Haji Ghulam Ahmad Bilour: There is no proposal under consideration of Pakistan Railways to construct an overhead bridge on Railway crossing on Gujranwala–Sheikhupura road in Sheikhupura City. In fact the matter relates to the Provincial Highway Department or the City Government. Pakistan Railway can only facilitate construction of such a bridge in case the proposal is initiated by these agencies.

UNSTARRED QUESTION AND ITS REPLY.

8 **Senator Prof. Khurshid Ahmed:** Will the Minister for Interior be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to establish a NADRA Swift Registration Centre in Narang Mandi, District Sheikhupura, if so, when?

Senator A Rehman Malik: Nadra has aleady established Semi Mobile Registration Unit (SMRU) at Narang Mandi, District Sheikhupura w.e.f. 10th March, 2010.

Mr. Chairman: Leave Applications

لے لیتے ہیں۔

Leave of Absence

جناب چیئرمین: بیگم نجمہ حمید صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 19 تا 24 مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کرسکی تھیں، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جی legislation لے لیتے ہیں Item No.3 جی نوابزادہ گل صاحب موجود ہیں؟ Point of Order بعد میں لے لیتے ہیں۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! بلوچستان کی مخلوط حکومت کے اراکین صوبائی خودمختاری کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنا چاہتے تھے اور اس پر تمام groups متفق تھے لیکن مرکزی حکومت کی بار بار مداخلت سے، اس کو پیش نہیں کرنے دیا گیا۔ یہ ہماری صوبائی اسمبلی کے اختیارات میں براہِ راست مداخلت ہے، یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ ژوب میں تین اشخاص کے بارے میں، مولانا شیرانی صاحب نے اور کئی دوستوں نے بار بار یہ point اٹھایا تھا کہ افغانستان کی forces نے ان

کو پاکستان کی حدود میں آکر مارا اور آج تک نہ ان کو معاوضہ دیا گیا نہ Ministry کی طرف سے اس کی inquiry کی گئی۔

جناب چیئرمین! صوبہ سرحد اور قبائلی علاقوں سے تین سو سے زائد جمعیت علمائے اسلام کے کارکنوں کو security forces نے قتل کیا ہے اور آٹھ مدارس پر حملے کیے ہیں۔ آج تک ان کی کوئی شنوائی یا کوئی inquiry نہیں ہوئی ہے۔ حال ہی میں بلوچستان میں ایف سی کے حوالے سے، ہماری صوبائی اسمبلی کے member اور وزیر اصغر رند صاحب نے مکران کے علاقے میں، میرا علاقہ بھی وہیں ہے، ایک پہاڑی کی چوٹی پر اور گاؤں کے بالکل اندر check post موجود ہے جس کے باعث ہماری عورتوں کو بھی آنے جانے میں پریشانی اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ اس منسٹر/متعلقہ MPA نے صوبائی اسمبلی میں پیش کیا۔ اس وقت وزیرِاعلیٰ موجود نہیں تھے۔ سینیئر منسٹر مولوی عبدالواسع نے ruling دی کہ FC والوں کو اپنی check post واپس کرنی چاہیے۔ دوسرے دن .I.G., F.C نے ایک press conference کر کے بتایا کہ منسٹر کون ہوتے ہیں۔ لہذا اس حوالے سے جب تک

ہماری، جمعیت علمائے سلام کی meeting وزیرِ اعظم، صدر پاکستان یا Chief of Staff کے ساتھ نہیں ہو گی، ہم حسبِ روایت اس House سے walk out کرتے ہیں۔

(اس موقع پر جمعیت علمائے اسلام (ف) کے ارکین walk out کر گئے)

جناب چیئرمین: اچھا، اب legislation لے لیتے ہیں۔

Legislative Business:

The Patents (Amendment) Bill 2010.

Mr. Chairman: We may move item No.3. Nawabzada Ghazanfar Gul, Adviser to the Prime Minister, may move the motion.

Nawabzada Ghazanfar Ali Gul: (Adviser to the Prime Minister on Cabinet): I beg to move that the Bill further to amend the Patents Ordinance, 2000 [The Patents (Amendment) Bill, 2010], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: I put the motion to the House, it has been moved that the Bill further to amend the Patents Ordinance, 2000 [The Patents (Amendment) Bill, 2010], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The motion was carried)

جناب چیئرمین: کون کون speech کرے گا اس کے اوپر۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ پہلے وزیر صاحب بتا دیں کہ یہ ہے کیا، objects and reasons بتائیں۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! Objects and Reasons explain کر دیجیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب چیئرمین! یہ Bill بہت پرانا ہے۔ اس سلسلے میں applications مانگی گئی تھیں، وہ پڑی رہیں، بعد میں 4000 سے اوپر ہو گئیں تو اس کے لیے اس میں ایک شق تھی کہ 18 سے 21 ماہ میں اس پر فیصلہ کرنا ہے جو کہ ممکن نہیں تھا۔ آج کل چونکہ ساری دنیا میں مختلف نام ہوتے ہیں patent ہونے کے لیے، اس کی research کے لیے اور اس کی سہولت کے

لیے، ہم نے جو ایک time limit ہے اسے ختم کیا ہے۔ اس میں اور کوئی تبدیلی as such نہیں کی۔

جناب چیئرمین: جی وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! محترم مشیر صاحب اس ایوان میں تشریف لائے ہیں، ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان کے آنے کے بعد حکومت کے معاملات بہت بہتر ہو جائیں گے اور اچھے طریقے سے چلیں گے کیونکہ یہ پارلیمنٹ اور سیاست کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ Patent ملک میں research and development کے لیے بہت اہم چیز ہوتی ہے۔ اگر کسی نے کوئی نئی ایجاد کی ہے، کوئی نیا design بنایا ہے تو اس کو Patent کرانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کی محنت کا صلہ اسے ملے۔ اگر اس میں تاخیر ہو جاتی ہے تو پھر اس کے نقصانات یہ ہو سکتے ہیں کہ کوئی اور شخص اس کی نقل کر سکتا ہے، پھر اگر آپ نے یہاں پر کوئی چیز Patent کروائی اور باہر کوئی اسی چیز کو Patent کروا لیتا ہے تو اس کا بھی نقصان ہوتا ہے۔ لہٰذا قانون میں یہ چیز رکھی جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص ایک Patent کے لیے درخواست دیتا ہے تو اس میں غیر ضروری تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ حکومتی معاملات میں تو ویسے بھی تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔

جناب آپ خود جانتے ہیں کہ ہم بارہا یہاں پر شکایت کرتے ہیں کہ عدالتی معاملات میں تاخیر ہو رہی ہے تو ہم کسی نہ کسی legislation سے اس کی اصلاح کرتے ہیں کہ اس appeal کا فیصلہ ایک مخصوص مدت میں کر دیا جائے اور آپ جانتے ہیں کہ جب یہ مسئلہ بہت بڑھ جاتا ہے تو کئی قوانین میں یہ چیز آ گئی ہے کہ اس کو اتنے fix period میں حل کیا جائے۔ Patent کے اصل قانون میں یہ رکھا گیا تھا کہ اگر Controller کے پاس کوئی درخواست Patent کے لیے آتی ہے تو Controller کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس درخواست کا فیصلہ ایک مخصوص مدت کے اندر کرے اور وہ مدت یہ ہے جناب اگر آپ 16 (ii) کو دیکھیں جس میں ہے کہ "The examiner shall make the report to the Controller as soon as is reasonably possible but before the period of 18 months from the date of filing of the application" یعنی Controller کو اٹھارہ مہینوں کی ایک مدت دی گئی ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی درخواست آتی ہے تو اٹھارہ مہینوں کے اندر اندر اس کا فیصلہ کیا جائے۔ اگر فیصلہ نہیں ہوتا تو تصور کیا جاتا ہے کہ اس کی درخواست کو رد کر دیا گیا ہے تا کہ اس کو مزید کوئی سہولت مل سکتی ہے، کوئی appeal کی جا سکتی ہے یا اس کے لیے کوئی

اور remedy ہے تو وہ اس کو avail کرے۔ یہ بہت اچھا قانون تھا اور اس کا مطلب یہ تھا کہ جو بھی حکومتی عہدیدار ہیں ان پر ایک ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ آپ کے پاس ایک بہت اہم چیز آرہی ہے، don't sleep over it, اس کا فیصلہ کریں۔ جو کہ بہت عرصے سے چلا آرہا تھا اور اس قانون کے تحت ان پر ایک دباؤ ہوتا تھا کہ ہم اس کا فیصلہ اٹھارہ مہینے کے اندر کریں۔ اگر فیصلہ نہیں ہوتا تو اس کو رد سمجھا جاتا ہے، اس کے خلاف appeal ہوتی ہے۔ اب یہ کیا کر رہے ہیں؟ اگر آپ ان کے Objects and Reasons میں دیکھیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک معاہدہ کیا ہے، لگتا ہے کہ کسی غیر ملکی ایجنسی کے ساتھ اور اس معاہدے کے تحت ہمارے پاس زیادہ درخواستیں آ گئی ہیں، ہم ان درخواستوں کو اس وقت میں طے نہیں کرسکتے لہذا ہم قانون کو ختم کر رہے ہیں۔

جناب والا! مجھے بتایا جائے کہ کیا یہ good governance ہے؟ یعنی ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ نئے وزیر صاحب آئے ہیں، یہ ہمیں کہتے کہ میں نے اسے اٹھارہ مہینوں سے کم کرکے ایک سال کر دیا ہے اور عملہ کم تھا جس کو بڑھا دیا ہے۔ وہاں پر Patents and Designs Office میں جو infrastructure چاہیے تھا اس کو ہم نے بہتر کر دیا ہے۔ میرے آنے سے efficiency ہو گئی ہے لیکن یہاں پر آ کر کیا کہہ رہے ہیں کہ یہ اٹھارہ مہینوں کی جو مدت ہے اس کو ختم کر دو۔ اب جب درخواست جائے گی تو وہ سو جائے گا، دس سال بعد درخواست نکلے گی، کوئی پرواہ نہیں ہے، بیس سال بعد درخواست نکلے گی، کوئی پرواہ نہیں ہے، پچاس سال بعد درخواست نکلے گی، کوئی پرواہ نہیں ہے۔ جس شخص نے محنت کی اور ایک Patent or Design بنایا ہے، اب وہ بے چارہ ہوا میں معلق ہے۔ اس کے design کا کچھ پتا نہیں ہے، ہو سکتا ہے کوئی اور اس کے design کو چوری کرلے لیکن کوئی پرواہ نہیں ہے کہ آفیسر صاحب ہیں اور ان کے پاس وقت نہیں ہے، جب وقت ہو گا تو وہ کریں گے۔ انہوں نے اس کی limitation کو totally ختم کر دیا ہے۔ جس قانون کو یہ کہتے ہیں کہ یہ دو لائنوں کا قانون ہے، میں اس کو قاتل قانون کہوں گا۔ ملک میں اگر کسی کی کوئی invention کرنے کی صلاحیت ہے تو یہ اس کو قتل کرنے کا قانون ہے۔ اگر کسی شخص میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ اپنے دماغ کو استعمال کرتے ہوئے کوئی نئی ایجاد کرے، کوئی نئی چیز design کرے، اس کی ساری امیدوں پر پانی پھیرنے والا یہ قانون ہے۔

میں اپنے تمام ساتھیوں سے درخواست کروں گا کہ اس قاتل اور زہریلے قانون کو pass نہ کیا جائے۔ پاکستان کے جو باصلاحیت عوام ہیں، جن کے پاس صلاحیت ہے کہ وہ نئی invention کریں،

جن کے پاس صلاحیت ہے کہ اپنے دماغ کا استعمال کرتے ہوئے پاکستان کی معیشت میں اپنا حصہ ڈالیں، اس کو ختم کرنے کے لیے، اس کی inventiveness کو ختم کرنے کے لیے، اس سارے process کو ختم کرنے کا یہ قانون ہے۔ میں وزیر صاحب سے کہوں گا کہ اب جب ساری چیزیں کھل گئی ہیں تو وہ اس کو واپس لے لیں اور پاکستان کے عوام پر ظلم نہ کریں۔

جناب چیئرمین: جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں بھی اپنے بھائی وسیم سجاد کی بات کی تائید کرتے ہوئے اور غضنفر گل صاحب ماشاءاللہ بہت ذہین لوگوں میں سے ہیں، میں ان کو طالبعلمی کے زمانے سے جانتا ہوں، اس بات کو خالص merit پر غور کریں کہ اس ملک کے مفاد میں کیا چیز ہے؟ جناب والا! میں سب سے پہلی بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ intellectual property آج دنیا میں سب سے اہم form of capital سمجھی جا رہی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ جب صرف physical capital خواہ وہ زر کی شکل میں ہو یا assets کی شکل میں ہو لیکن اب human capital بھی capital تسلیم کیا جاتا ہے۔ انسانیت کی ترقی کا انحصار technology کے ساتھ ساتھ انسانی ذہن، اس کی approach, اس کی استعداد پر ہوتا ہے۔ ہر جگہ اس کو negate کیا جا رہا ہے اور اصول یہ ہے کہ جب ایک شخص اپنی زندگی بھر کی محنت کے بعد کوئی ایجاد کرتا ہے تو اسے جلد از جلد تحفظ ملے۔ اگر اسے تحفظ نہیں ملتا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے افراد اس کی محنت کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور یہ human rights کے خلاف ہے۔ میرے علم کے مطابق دنیا میں کہیں یہ بات نہیں ہے، Patent کو کم سے کم وقت میں کیا جاتا ہے، تحفظ دیا جاتا ہے اور اچھی inventions, innovations پر prizes دیے جاتے ہیں لیکن یہاں پر کیا صورتحال ہے؟ میں انہی کی دی ہوئی معلومات آپ کو بتا رہا ہوں کہ 4214 Patents کی درخواستیں ان کے پاس آئیں اور انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے پاس صرف پانچ examiners ہیں، ٹھیک بات ہے اگر صرف پانچ examiners ہوں گے اور 4214 applications آئیں تو ایک ایک Patent کو check کرنے, satisfy کرنے اور register کرنے میں وقت لگے گا۔ میں بہت خوش ہوتا اگر غضنفر گل صاحب یہاں آتے اور کہتے کہ پانچ نہیں ہمیں پانچ سو examiners چاہییں، تاکہ تین یا چھ مہینوں میں یہ کام ہو سکے لیکن جو تجویز وہ لائے ہیں وہ تو بالکل غضب ناک ہے، یعنی یہ کہ آپ اٹھارہ مہینوں کی مدت کو ختم کردیں تاکہ اب وہ ساری زندگی لٹکے رہیں،

محقق بھی، researchers بھی، Patent کی سہولت انہیں حاصل نہ ہو اور اس طرح ملک جو معاشی ترقی کر سکتا ہے، جو یہاں technological revolution آسکتا ہے، وہ رک جائے گا۔

جناب والا! یہ بہت خطرناک معاملہ ہے اور مجھے دکھ ہے کہ حکومت نے اس type کی تجویز کو قانون کا حصہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ میں بھی درخواست کروں گا کہ بہتر یہ ہے کہ آپ اسے withdraw کر لیں ورنہ بہرحال ہم اس کے خلاف ووٹ دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی پروفیسر ابراہیم صاحب، briefly بات کر لیں کیونکہ جمعہ کی نماز کا وقت ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! یہ Statement of Objects and Reasons کے تیسرے نکتے میں جو کہ زیر بحث آرہا ہے، یہ بتایا جا رہا ہے کہ January, 2005 میں 4214 applications تھیں، بہتر ہوتا کہ ہمیں یہ بھی بتا دیا جاتا کہ January, 2005 کے بعد جو پانچ سال کا عرصہ گزر چکا ہے، اس میں کتنی درخواستیں نمٹائی جا چکی ہیں۔ اس وقت یہ کہا گیا کہ اٹھارہ سے اکیس ماہ کی مدت کو ختم کر دیا جائے، ہم اس پر کھتے ہیں کہ اس کو efficiently and smoothly dispose of کیا جائے گا۔ ان پانچ سالوں میں کتنی applications dispose of ہو چکی ہیں؟ ایسا تو نہیں ہے efficiency and smoothness اس کو کہا جاتا ہے کہ بس کوئی مدت نہ ہو اور جو کچھ بھی ہو ویسے ہی ہو۔

Second to last نکتے میں کہا گیا کہ 7th September, 2007 کو یہ Ordinance promulgate ہوا تھا۔ جناب چیئرمین! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب تک تو حکومت یہی رونا روتی رہی کہ ہمیں آٹھ سالہ آمریت میں سب کچھ مل چکا ہے اور ہم اس کو بھگت رہے ہیں۔ اس وقت اس آٹھ سالہ آمریت کے وہ قوانین جو اس نے آخر میں 3rd November, 2007 کے PCO کے ذریعے سے جس کو حیات دوام بخشا گیا تھا، اس کو اسی صورت میں ایوان میں لایا جاتا ہے کہ اس پر حکومت کی طرف سے، وزارت کی طرف سے کوئی غور نہیں ہوتا کہ اس میں کس چیز کو کاٹا جائے؟ کس چیز کو پیش کیا جائے؟ یہ بالکل اندھے پن میں ہمارے سامنے لایا جاتا ہے۔ میری درخواست ہو گی کہ اس کو بھی واپس کیا جائے اور دوسرے Ordinances جو قومی اسمبلی میں pass کیے جا رہے ہیں، ان کو بھی اس طریقے سے پیش نہ کیا جائے۔ ان پر غور و خوض ہو، Standing Committees کے پاس لے جایا جائے اور صحیح صورت میں ایوان میں لایا جائے۔

جناب چیئرمین: جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: چیئرمین صاحب، میرے تو اس ordinance پر ایک دو اعتراضات ہیں۔ ایک تو اردو ترجمہ اس کا غلط ہے۔ اس میں patent کا انہوں نے ترجمہ کیا ہے اختراعات، یا تو تحفظ اختراعات ہوتا اور بہتر یہ ہے کہ اردو میں بھی آپ اسے patent لکھیں۔ یہ میری تجویز ہے۔

دوسری تجویز ہے کہ میں نے 1981ء میں ایک پراڈکٹ بنایا اور میں نے Patent's House سے کہا کہ مہربانی کر کے یہ رجسٹر کریں۔ 1992ء کو میرا وہ ادارہ ختم ہو گیا لیکن وہ میرے نام پر رجسٹر نہ ہو سکا۔ اس کی نقلیں بنتی رہیں۔ جناب چیئرمین، میں سمجھتا ہوں کہ within 6 months جو پہلے بارہ اور اٹھارہ مہینے تھے اب یہ indefinite ہے، عملاً آج بھی indefinite ہے۔ آپ ان کے دفتروں میں جائیں تو ڈھیروں چیزیں پڑی ہوتی ہیں۔ فائلیں پڑی ہوتی ہیں اور کسی کو کچھ سمجھ نہیں آتی کہ کونسی فائل کہاں ہے۔ بے شک اگر پانچ examiners ہیں یا آپ کا سٹاف کم ہے تو آپ سٹاف زیادہ کریں اور زیادہ سے زیادہ چھ مہینے کے اندر اس کو مکمل کریں۔ دیکھیں اگر ایک آدمی کوئی چیز ایجاد کرتا ہے، کوئی تخلیق کرتا ہے، کوئی اختراع کرتا ہے تو اس کو آپ لٹکا دیں for indefinite period, تو وہ تو پھر مر جائے گا اور اس کی تخلیق اسی دفتر سے نقل ہو کر کہیں اور چلی جائے گی۔ جب تک وہ منظور کریں گے اس کی کاپیاں بن چکی ہوں گی، اس کی نقل ہو چکی ہو گی۔ جناب وسیم سجاد صاحب اور جناب پروفیسر خورشید صاحب نے اس میں جو ترامیم اور تجاویز پیش کی ہیں، میں ان کو پورا support کرتا ہوں۔ اس بل کو واپس بھیجیں، کسی کمیٹی کو دیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم مشرف کے بنائے ہوئے ordinances پاس کرنے کے لیے یہاں بیٹھیں۔ وہ تو مشرف کے ordinances ہیں ہم نہیں پاس کرتے ان ordinances کو۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

It has been moved that the Bill further to amend the Patents Ordinance, 2000 [The Patents (Amendment) Bill, 2010], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Second reading of the Bill.

جی counting کرائیں؟ ٹھیک ہے counting کرالیتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: مجھے تو آپ نے جواب کا موقع ہی نہیں دیا۔

جناب چیئرمین: جی ابھی آپ بیٹھ جائیے۔

Those who are in favour of the motion may rise on their seats. جی جو ayes کر رہے ہیں وہ اپنی seats پر کھڑے ہو جائیں۔ جی counting کر لیں۔ بیٹھ جائیں، پروفیسر ابراہیم صاحب Don't do that, don't do that. باقی لوگ بیٹھ جائیے۔ جی 21 are in favour and 13 are against.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Second reading of the Bill, we may now take up second reading of the Bill that is clause by clause consideration of the Bill. Clause−2, the question is that Clause−2 form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause−2 do form part of the Bill. The question is that Clause−3 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause−3 stands part of the Bill. We may now take up Clause−1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause−I, the Preamble and the Title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause−1, the Preamble and title do form part of the Bill. Please move item No.4.

Nawabzada Ghazanfar Ali Gull: I beg to move that the Bill further to amend the Patents Ordinance, 2000 [The Patents (Amendment) Bill, 2010] be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that Bill further to amend the Patents Ordinance, 2000 [The Patents (Amendment) Bill, 2010] be passed.

(The motion was carried)

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: The Bill stands passed. Now Points of Order.

Point of Order
Fraudulent Voting in By-elections

لے لیتے ہیں۔ جی وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے Point of order پر بات کرنے کی اجازت دی۔ جناب والا! دو دن پہلے گجرات میں ایک by-election ہوا ہے جس کے بارے میں Free and Fair Election Network جو Peace leading Pakistan Civil Society organizations کا مجموعہ ہے، ان کو represent کرتا ہے۔ اس نے establish کیا ہے۔ ان کی رپورٹ ایک سامنے آئی ہے۔ انہوں نے گجرات میں اپنے observers بھیجے اور ان observers نے ہر پولنگ سٹیشن پر ساری چیزوں کا جائزہ لیا اور انہوں نے ایک رپورٹ دی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ نمبرون، fraudulent voting انہوں نے نوٹس کی ہے۔ اٹھائیس پولنگ سٹیشنوں کے بارے میں ان کے observers نے کہا ہے کہ ووٹروں کے علاوہ دوسرے لوگ یعنی سپاہی، اہل کار ٹھپے لگا رہے تھے۔ تین پولنگ سٹیشنوں کا انہوں نے ذکر کیا ہے جہاں پر additional counterfoils وہاں fraudulent voters نے بھرے ہوئے تھے۔ پھر computerized identity cards کے بغیر ان کو اجازت دی جا رہی تھی۔ پھر انہوں نے کہا کہ unauthorized persons یعنی کہ سپاہی، اہل کار وہاں موجود تھے۔ یہ رپورٹ میں لکھا ہوا ہے۔ وہ ٹھپے لگا رہے تھے اور screens کھلی تھیں۔ خفیہ وہ ہوتا ہے جو کسی کو نظر نہ آئے۔ انہوں نے کہا کہ screens ایسے لگائی ہوئی تھیں کہ نظر آ رہا تھا کہ کون کدھر ووٹ cast کر رہا ہے۔ پھر انہوں نے بڑی تفصیل سے یہ بات لکھی ہے۔ FAFEN Observers also reported presence of local influential people, government officials, Federal and Provincial

Ministers and officials in 19 polling stations. یہ سب کچھ الیکشن قوانین کے خلاف ہے کہ سرکاری اہلکار، وزیر، مشیر سارے وہاں پر موجود تھے۔ Armed bodyguards 22 polling stations پر پائے گئے۔ پھر انہوں نے کہا کہ 67 polling stations پر بندوقوں والے canvassing کر رہے تھے۔ پھر انہوں نے کہا جی FAFEN Observers کو دس پولنگ سٹیشنوں پر روکا گیا کہ جی آپ اندر نہ جائیں۔ انہوں نے کہا جی کہ electoral rolls میں بھی flaws تھے۔ یہ ایسی organization ہے جو بالکل independent ہے۔ جس نے کہا کہ یہ by-election fraud الیکشن تھا، دھاندلی ہوئی ہے اور اگر اس طرح کے واقعات ہوتے رہے تو پاکستان کے عوام کا اعتماد ballot box سے اٹھ جائے گا۔ اس دھاندلی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور fair independent body کی رپورٹ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم اس فراڈ کے خلاف، اس دھاندلی کے خلاف، اس زیادتی کے خلاف احتجاج کے طور پر واک آؤٹ کرتے ہیں۔

سینیٹر چوہدری شجاعت حسین: ایک منٹ جی، مجھے اجازت دیجئے ذرا۔ جناب والا! جو وسیم سجاد صاحب نے کہا ہے اس سلسلے میں، میں صرف ایک گواہ پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ سینیٹر نجمہ حمید صاحبہ ہیں۔

(اس مرحلے پر مسلم لیگ (ق) نے ہاؤس سے واک آؤٹ کیا)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! مجھے اجازت ہے جی؟

جناب چیئرمین: جی، جی اسحاق ڈار صاحب، اسحاق ڈار صاحب پہلے، سینئر ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین صاحب بہت شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی بد قسمتی ہے ہماری تاریخ میں کہ جب بھی الیکشن ہارا جاتا ہے ------ میرا خیال تھا کہ پاکستان میں democratic process آچکا ہے اور اتنی transparency جو ہم نے گجرات کے اس الیکشن میں دیکھی ہے وہ شاید ہی اس سے پہلے پنجاب کے کسی الیکشن میں ہو۔ ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ اگر ہم جیت جائیں تو بالکل بہت اچھا ہے، ٹھیک ہے۔ اگر ہم ہار جائیں تو وہ ہمیں کسی بھی قیمت پر قبول نہیں ہے۔ یہ اس جماعت کی popularity کا نتیجہ ہے کہ یہ پوری کی پوری leadership چوہدری شجاعت صاحب اور چوہدری پرویز الٰہی صاحب سمیت وہاں پچھلے دو مہینوں سے بیٹھے ہوئے تھے۔ میڈیا ہر چیز دکھا رہا ہے۔ چند چھوٹے چھوٹے جلسوں کے علاوہ وہاں کچھ نہیں تھا اور یہ کوئی non-recognized قسم کی رپورٹ ہے۔ آپ پچاس رپورٹیں بنا سکتے ہیں۔ آپ ہم جو الیکشن کے

سے گزرے ہوئے ہیں ، ہمیں معلوم ہے گجرات کا الیکشن میں سمجھتا ہوں جتنا process transparent, free and fair ہوا شاید وہ 2008 کے الیکشن سے بھی دو قدم آگے تھا لیکن ہم نے دیکھا ہے جس طریقے کے ساتھ ,unfortunately بجائے gracefully اس ہار کو accept کیا جاتا---

(اس مرحلے پر ایوان میں نماز جمعہ کی اذان سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی! ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ اس سے زیادہ transparent and free and fair election میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہی ہمیں پہلے دیکھنے کو ملا ہو۔ اب جیسے ہماری ایک political روایت بن گئی ہے کہ جب الیکشن ہاریں گے تو اس کو ہم نے accept نہیں کرنا اور اگر ان کے پاس credible evidence ہے تو .there is due process لیڈر آف دی اپوزیشن جو اتنے بڑے بیرسٹر ہیں اور ان کا اتنا زیادہ تجربہ ہے وہ اس process کو follow کریں۔ اگر evidence ہے تو اس کو آپ process میں ڈالیں۔ آپ اس process میں جائیں، آپ کو کون روک رہا ہے؟ اگر کسی نے کوئی زیادتی کی ہے، کسی نے قانون شکنی کی ہے، اب چوہدری شجاعت صاحب اپنا vote cast نہیں کر سکے تو کیا یہ مسلم لیگ (ن) کی غلطی ہے۔ ان کے پاس ID card نہیں تھا اس لیے وہ اپنا vote cast نہیں کر سکے۔ He should have carried his ID card with him, یعنی party کے head ہونے کے باوجود،، media نے دکھایا، مجھے افسوس ہوا کہ چوہدری صاحب ہمارے لیے قابل احترم ہیں، بھائیوں کی طرح ہیں--

سینیٹر چوہدری شجاعت حسین: نہیں، نہیں میں نے دیا ہی نہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میڈیا دکھا رہا تھا کہ وہ vote cast نہیں کر سکے کیونکہ ان کے پاس ID card نہیں تھا۔ اب میں ذرا تھوڑی سی تاریخ یاد دلا دوں کہ جو ان کے سب سے بڑے supporter جنرل مشرف تھے، ۲۰۰۸ کے الیکشن میں جب چوہدری صاحب الیکشن ہارتے ہیں تو چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ مجھے مشرف نے ہروا دیا ہے۔ اب یہ پاکستان کی تاریخ ہے۔ خدا کے لیے! ایسے نہ کریں، الیکشن ہارنا یا جیتنا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ عوام نے جس کو ووٹ دینا ہے اس نے جیتنا ہے، جس کو ووٹ نہیں دینا اس نے ہارنا ہے لیکن اس کے بعد یہ کہنا کہ مجھے مشرف نے ہروا دیا ہے، مجھے مسلم لیگ (ن) نے ہروا دیا ہے، مجھے فلاں نے ہروا دیا ہے ، یہ ڈرامہ ختم ہونا چاہیے۔ جناب والا! ہم سب کو

gracefully ہار اور جیت کو accept کرنا چاہیے ، sportsman spirit اسی کا نام ہے۔ میں بڑے ادب سے یہی گزارش کروں گا کہ اگر evidence ہے تو process قانون میں موجود ہے، election laws میں موجود ہے، بالکل اس کو آپ follow کریں .you are most welcome بہت شکریہ، جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: بہت ، بہت شکریہ۔ حاجی لشکری صاحب۔وقت کم ہے ، جمعہ ہے تو میری گزارش ہے کہ ذرا اختصار سے کام لیں۔

نوابزادہ حاجی میر لشکری رئیسانی: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں آپ کے توسط سے اس ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان پچھلے دس ، گیارہ سال سے مسلسل اپنی تاریخ کی بد ترین قحط سالی کا شکار ہے اور اس کے اوپر لوڈشیڈنگ نے بلوچستان کے زینداروں کو پریشان کر رکھا ہے ۔ بلوچستان کے زینداروں نے جنرل مشرف کے دور میں جب احتجاج کیا تو جنرل مشرف کے دور میں زینداروں کا قتل ہوا اور پچھلے دو سال سے زینداروں نے جمہوری حکومت پر اعتماد کرتے ہوئے کوئی احتجاج نہیں کیا۔ میں نے ان کا issue تمام متعلقہ لوگوں تک پہنچایا ہے۔ راجہ پرویز اشرف صاحب نے ان کے ساتھ بار بار وعدہ کیا کہ وہ ان کا مسئلہ حل کریں گے ۔ اب جناب چیئرمین! ان کے پچاس لاکھ درخت کٹ چکے ہیں۔ کئی ہزار borings سوکھ چکے ہیں اور اس کے اوپر مسلسل بیس گھنٹوں کی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پچھلے دو دنوں سے بلوچستان کے تیس اضلاع سے زینداروں کا ایک نمائندہ وفد اسلام آباد آیا ہوا ہے اور احتجاج کر رہا ہے، راجہ صاحب کو بار بار کہا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ ملیں اور ان کے مسئلے کو حل کیا جائے مگر مجھے حیرانی اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جمہوری حکومت میں جب زینداروں نے احتجاج کا راستہ روک کر مذاکرات کا راستہ اپنایا، آج مذاکرات کرنے آئے ہیں تو راجہ صاحب دو دن سے چھپ رہے ہیں اور ان کے اس رویے کے خلاف احتجاجاً میں واک آؤٹ کر رہا ہوں۔

(اس موقع پر سینیٹر نوابزادہ حاجی میر لشکری صاحب ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئرمین: بیگم نجمہ حمید۔

سینیٹر نجمہ حمید: جناب والا! الیکشن والے دن میں گجرات میں موجود تھی اور پورا time موجود رہی ہوں۔ میں جو بات کروں گی خدا کو حاضر ناظر جان کر بالکل صحیح بات کروں گی کیونکہ میں چشم دید گواہ ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر نجمہ حمید: جناب والا! میں نے کم از کم 28 polling stations visit کیے۔ میرے ساتھ کوئی squad نہیں تھا، میں اکیلی تھی اور گجرات کا ایک آدمی میرے ساتھ تھا۔ جب میں اپنے الیکشن آفس میں گئی تو ہمارا کوئی لیڈر، کوئی قائد وہاں موجود نہیں تھا، سارے لاہور چلے گئے تھے۔ ہم خواتین وہاں پر موجود تھیں۔ ہر یونین کونسل میں ہماری ایک ایک عورت انچارج بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے 28 stations پر کسی جگہ کوئی گڑ بڑ نہیں دیکھی، وہاں کوئی لڑائی نہیں تھی۔ میں ان کی بہنوں اور باقی رشتہ داروں کو بھی ملی ہوں، پرسکون الیکشن تھا۔ انہوں نے میرے ساتھ باتیں کی ہیں۔ میں ہر لیڈیز سٹیشن پر بھی گئی ہوں، خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں ایک جگہ پر بھی نہ کوئی جھگڑا تھا، نہ لڑائی تھی۔

(مداخلت)

سینیٹر نجمہ حمید: جناب چیئرمین! آپ میری بات سنیں۔ میں وہاں پر بارہ، تیرہ دن رہ کر آئی ہوں۔ کسی جگہ کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہوا۔ الیکشن ہارنے کے بعد وہاں پر گڑبڑ ہوئی ہے اور اس وقت ہمارا کوئی بھی قائد وہاں موجود نہیں تھا۔ سب ایک دن پہلے لاہور چلے گئے تھے۔ کسی جگہ جھگڑا نہیں ہوا۔ بڑا پرامن اور صاف ستھرا الیکشن تھا۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: چوہدری صاحب کو magnanimity show کرنی چاہیے۔ اس معاملے پر مٹی ڈالیں اور اس کو close کریں۔ چوہدری صاحب! کھڑے ہو کر کہیں کہ اس معاملے پر مٹی ڈالتے ہیں اور گجرات کا الیکشن پاکستان مسلم لیگ (ن) کو مبارک ہو۔ ہم الحمدللہ جیت گئے ہیں اب اس کو کیا issue بنانا ہے۔

جناب چیئرمین: حاصل بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب والا! میرا point of order میرے پہلے points of order کا follow up ہے۔ جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے آپ کے ذریعے لیڈر آف دی ہاؤس کو پسنی والے کیس کے متعلق request کی تھی کہ وہاں مچھیرے بھوک سے مر رہے ہیں مگر ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ وزیر داخلہ صاحب نے on a point of order ہم سے commitment کی لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین: Leader of the House آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے کچھ وعدے کیے تھے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! وہ مسئلہ وزارت داخلہ سے متعلق تھا۔

جناب چیئرمین: آپ بزنجو صاحب کے ساتھ آج meeting کر لیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: آج meeting کر لیں گے۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! دوسری بات جو حاجی لشکری نے point out کی، بلوچستان میں اس وقت گرمی کی شدت کے ساتھ زمیندار تباہ ہو چکے ہیں، فصلیں تباہ ہو رہی ہیں۔ وہاں یہ تصور ہے کہ بجلی کب آئے گی؟ آپ یہاں کہتے ہیں کہ بجلی کب جاتی ہے۔ وہاں آنے کا تصور نہیں ہے۔ زمیندار صبح چار بجے تک بجلی کے انتظار میں رہتے ہیں۔ خدارا! بلوچستان کے زمینداروں اور لوگوں پر رحم کریں اور اپنے اس وزیر کو سمجھائیں۔ اس crisis میں وہ کوئٹہ جائیں اور لوگوں سے ملے اور ان کو satisfy کریں۔

جناب چیئرمین: باقی points of order Monday کو لے لیں۔ جی لغاری صاحب۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! قوم ایک سال سے انتظار کر رہی تھی کہ 18ویں ترمیم آئے گی اور 17ویں ترمیم کا خاتمہ ہوگا۔ پوری قوم کی امنگیں کل کی تاریخ کے ساتھ جڑی ہوئی تھیں کہ جناب آج خوشخبری آئے گی، پانچ بجے باقاعدہ طور پر دستخط ہو جائیں گے، تقریب منعقد ہوگی اور صدر مملکت آج شام کو خطاب کریں گے۔ آج صبح مختلف ایوانوں کے اندر table ہو جائے گی لیکن اچانک وہ تمام امیدیں جو ایک سال سے 17ویں ترمیم کے خاتمے کے اوپر مرکوز تھیں، وہ تمام عارضی طور پر ختم ہو گئی ہیں۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کیا اصل محرکات اور عوامل ہیں جس کی بنیاد پر ایک بہت بڑی سیاسی جماعت کے لیڈر جناب میاں نواز شریف صاحب نے جن کے خاص الخاص اس وقت اس جماعت کے نمائندے ہیں جناب اسحاق ڈار صاحب جو کہ اس آئینی اصلاحات کمیٹی کے اندر اپنی جماعت کے نمائندہ تھے ان کو کیوں confidence میں نہیں لیا گیا اور اچانک 12.00 بجے دوپہر سے لے کر شام چار بجے تک وہ کیا چیزیں یکدم نمودار ہوئیں

جس کی بنیاد پر قوم کے اصل مسائل کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! عوام کو اور قوم کو اس کے بارے میں بتایا جائے۔

جناب چیئرمین: سن لیں میری بات۔ Point of order ہوتا ہے to draw the attention of the Government. اب میاں نواز شریف کے بارے میں کوئی نہیں بتا سکتا ہے۔ جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اگر رضا ربانی صاحب ہوتے تو پھر میں یہ تکلیف نہ کرتا۔

جناب چیئرمین: میری request ہوگی کہ point of order should be raised.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! یہاں پر وسیم سجاد صاحب بیٹھے ہیں، خٹک صاحب بیٹھے ہیں اور بگٹی صاحب بیٹھے ہیں، کمیٹی نے کبھی کوئی date and time announce نہیں کیا ہے۔ اس کے بارے میں کئی دفعہ پوچھا گیا ہے۔ میں یہ مانتا ہوں اور اس کا جواب حکومت دے سکتی ہے کہ بابر اعوان صاحب نے 25 تاریخ کو اس ہاؤس سے باہر نکل کر پارلیمنٹ بلڈنگ کے باہر میڈیا سے گفتگو کی کہ 26 کو یہ ہونے والا ہے۔ اسی دن "آج ٹی وی" میں رات 8.00 بجے جو clip دکھائی گئی میں نے اس میں بھی کہا کہ یہ ان کو نہیں کرنا چاہیے تھا، یہ کمیٹی کا کام ہے۔ وہ ممبر ہیں لیکن آج تو وہ تھے ہی نہیں۔ بات یہ ہے کہ کمیٹی کو hostage تو نہیں بنا سکتے۔ Issues ہوتے ہیں۔ جمہوریت کا یہ حصہ ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ نام ایک pending matter ہے کہ صوبہ سرحد کا کیا ہوگا؟ اس issue کو ہم حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ ایک جمہوری طریقہ ہے۔ ہماری کل Central Organization اور Provincial Organization Committee کی میٹنگ تھی اور Committee کی میٹنگ تھی۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس طرح ہم اس مسئلہ کو بڑھا چڑھا کر بیان نہ کریں۔ انشاءاللہ آنے والے دنوں میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ Thank you Dar sahib. جی حاجی صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ اخباری اطلاع کے مطابق خانپور ڈیم سے پہلے ہمارا 45 کیوسک پانی اسلام آباد اور راولپنڈی کو جاتا تھا۔ اب وہ 90 کیوسک کر دیا گیا ہے۔ یہ ہمارے صوبے کا پانی ہے۔ بعض اخبارات نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ کوشش کی جا

رہی ہے کہ خانپور کے کچھ دیہاتوں کو اسلام آباد میں شامل کیا جائے۔ جناب چیئرمین! یہ مشیر صاحب ہمیں کچھ بتائیں کہ ہمارے صوبے سے پوچھے بغیر 45 کیوسک کا اضافہ کیوں کیا گیا ہے؟

جناب چیئرمین: جی کرلیں گے۔

The House stands adjourned to meet again on Monday, 29th March, 2010 at 5.00 p.m.

بہت بہت شکریہ۔

[The House was then adjourned to meet again on Monday, 29th March, 2010 at 5.00 p.m.]